﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 15 ؍جنوری 2010ء — 22 ؍محرم الحرام 1431 ہجری قمری ❁ 15 ؍صلح 1389 ہجری شمسی | شمارہ 03

رات کی عبادت

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے۔

دن کو قیلولہ کے ذریعہ رات کی عبادت کیلئے مدد حاصل کرو اور سحری کھا کر دن کے روزہ کے لئے طاقت حاصل کرو۔

(المعجم الکبیر طبرانی جلد11 صفحہ :245)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اللہ تعالیٰ سے محبت، اور اس کی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزیں ہیں جن سے گناہ جل جاتے ہیں۔

ہم نیکی کے اثرات کو محدود نہیں کرتے اور نہ خدا تعالیٰ کے فضل اور فیوض کی حد بندی کرتے ہیں کہ وہ اب ختم ہو گئے ہیں اور کسی دوسرے کو نہیں مل سکتے۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچھ ملے گا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت اور اتباع سے ملے گا۔

’’یہ بالکل سچ ہے کہ جس قدر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت پر ایمان ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ سے محبت اور خوف ہوگا ورنہ غفلت کے ایام میں جرائم پر دلیر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت، اور اس کی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزیں ہیں جن سے گناہ جل جاتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جن اشیاء سے ڈرتا ہے، پرہیز کرتا ہے۔ مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے اس لئے آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یا مثلاً اگر یہ علم ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہیں گزرے گا۔ اسی طرح اگر اس کو یہ یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اس کو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو۔ زمین پر پھر اس طرح سے چلتا ہے جیسے مُردہ چلتا ہے۔ اس کی روح ہر وقت خدا تعالیٰ کے پاس ہوتی ہے۔

یہ امور ہیں جو ہم اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ انہیں امور کی پابندی سے مُسلمان مُسلمان ہوں گے اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امور کو ہماری راہ میں نہ ڈال دیتا تو ہمیں کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ عیسیٰ کہلاتے۔ مگر مَیں کیا کر سکتا ہوں جب خود اس نے مجھے اس نام سے پکارا اور اس کی اشاعت اور اعلان پر مجھے حکم دیا۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات بڑھانے کے لئے مجھے عیسیٰ کہلانے کی کچھ بھی حاجت نہ تھی اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے اس کی کچھ بھی حاجت نہیں اور نہ قرآن شریف میں یہ لکھا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی چاہا اور اس لئے چاہا کہ آنحضرت ﷺ کی عزت اور عظمت کا اظہار ہو اور ایک عاجز انسان جس کو غلطی سے خدا بنا لیا گیا ہے اس کی حقیقت دنیا پر کھل جائے۔

مَیں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ ہم نیکی کے اثرات کو محدود نہیں کرتے اور نہ خدا تعالیٰ کے فضل اور فیوض کی حد بندی کرتے ہیں کہ وہ اب ختم ہو گئے ہیں اور کسی دوسرے کو نہیں مل سکتے۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بات کی کمی نہیں ہے اور کوئی شخص بھی جو مجاہدہ کرے اور اس راہ پر جو اس نے بتائی ہے چلے محروم نہیں رہ سکتا۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچھ ملے گا وہ آنحضرت ﷺ کی سچی اور کامل اطاعت اور اتباع پر ملے گا۔ اگر یہ مان لیا جاوے کہ بس اب خدا تعالیٰ کے برکات کا دروازہ بند ہے تو اللہ تعالیٰ کو یا تو بخیل ماننا پڑے گا اور یا یہ کہنا پڑے گا کہ خاتمہ ہو گیا۔ مگر سُبْحَانَ رَبِّیْ۔ وہ اس قسم کے نقصوں سے پاک ہے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور آتا ہے وہ خالی نہیں جاتا۔ پاکیزہ قلب ہونے کی ضرورت ہے۔ ورنہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحة:7) کی تعلیم اور تاکید بے فائدہ ہو جاتی ہے۔ اگر وہ انعام اکرام اب کسی کو ملنے ہی نہیں ہیں تو پھر پانچ وقت اس دعا کے مانگنے کی کیا حاجت ہے؟ یہ بڑی غلطی ہے جو مسلمانوں میں پھیل گئی ہے حالانکہ یہی تو اسلام کا حسن اور خوبی تھی کہ اس کے برکات اور فیوض اور اس کی پاک تعلیم کے ثمرات تازہ بتازہ بہت مل سکتے ہیں۔

تمام صوفیوں اور اکابرین اُمّت کا یہی مذہب ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ کامل متبع ہوتا ہی نہیں جب تک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کے کمالات کو اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ اور حقیقت میں یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ کامل اتباع آنحضرت ﷺ کے لئے لازم ہے کہ اس کے ثمرات اپنے اندر پیدا کرے۔ جب ایک شخص کامل اطاعت کرتا ہے اور گویا اطاعتِ آنحضرت ﷺ میں محو اور فنا ہو کر گُم ہو جاتا ہے اس وقت اس کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک شیشہ سامنے رکھا ہوا ہو اور تمام و کمال عکس اس میں پڑے۔ مَیں کبھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور برکات اور ان تاثیرات کو جو آنحضرت ﷺ کے کامل اتباع سے ملتی ہیں محدود نہیں کر سکتا بلکہ ایسا خیال کرنا کفر سمجھتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملے گا۔ ایک صحابی یہ سن کر رو پڑا۔ آپ نے جو پوچھا کہ تُو کیوں رو پڑا؟ تو اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے آپؐ کے ساتھ محبت ہے۔ جب آپؐ اس مقام میں ہوں گے تو مَیں کہاں ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ تُو میرے ساتھ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔

غرض یہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضائع نہیں ہو سکتے۔ یہ تصوف کا مسئلہ ہے۔ اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاءِ اُمّت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزیدؒ محمد کہلایا اور اس کہنے پر ستّر مرتبہ کفر کا فتویٰ ان کے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا۔

مختصر یہ کہ لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات کا علم نہیں اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ کاش وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ آنحضرت ﷺ کی قدر اور حقیقت ان لوگوں نے سمجھی ہی نہیں۔ اگر آنحضرت ﷺ کی اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بھی باقی نہیں ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ کی زندگی کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور اسلام کی فضیلت ہی کیا؟ اور اس شریعت کی اتباع کی حاجت ہی کیا جبکہ اس کے نتائج اور برکات ہم کو مل نہیں سکتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک بیہودہ اور کفریہ خیال ہے۔ اسلام کی اتباع کے ثمرات اب بھی اور ہمیشہ مل سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں بخل نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی بات کی کمی‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 404 تا 406۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے احمدیوں نے خلافت احمدیہ کے ساتھ جڑے رہنے کا عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اپنی تائید و نصرت کے وعدے کے مطابق جماعت کی وسعت کو اسی طرح جاری رکھا، جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے نئے سے نئے باب کھلتے چلے گئے اور آج تک کھل رہے ہیں اور خدا کے فضل سے آئندہ بھی کھلتے چلے جائیں گے

جب تک کامل اطاعت کے نظارے نظر آتے رہیں گے ان برکات سے فیض پاتے چلے جائیں گے جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے مقدر کیا ہے۔

(118ویں جلسہ سالانہ قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست اختتامی خطاب)

(لندن۔28؍دسمبر 2009ء) قادیان میں جماعت احمدیہ بھارت کے 118ویں جلسہ سالانہ 2009ء کا آغاز مورخہ 26 دسمبر سے ہوا جو کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکات کو سمیٹتے ہوئے مورخہ 28 دسمبر 2009ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اختتامی خطاب کے ساتھ نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ حضور انور نے طاہر ہال بیت الفتوح مورڈن لندن سے جلسہ قادیان کا اختتامی خطاب فرمایا جس میں جلسہ گاہ قادیان کے سٹیج کی طرح سٹیج تیار کر کے پوری طرح جلسہ کا ماحول بنایا گیا اور طاہر ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ اسی طرح دیگر ملحقہ ہالز میں مستورات بھی حاضر تھیں اور بہت سے احباب و خواتین مسجد میں بھی موجود تھے۔ حضور انور کا یہ خطاب مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا اور ایم ٹی اے کی سکرین پر جلسہ گاہ قادیان اور جلسہ گاہ لندن کے لائیو نظارے حضور انور کے خطاب کے دوران مسلسل نشر ہوئے اور اس طرح قادیان کے علاوہ دنیا کے 195 ممالک میں بسنے والے کروڑوں احمدی حضور انور کے اس ایمان افروز خطاب سے مستفیض ہوئے۔ لندن وقت کے مطابق قریباً ساڑھے دس بجے صبح حضور انور کی آمد پر قادیان اور لندن دونوں جلسہ گاہوں سے دیر تک نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے رہے۔ جلسہ کے اختتامی سیشن کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم فیروز عالم صاحب نے سورۃ الحجرات کے آخری رکوع کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا جبکہ مکرم محمود الحسن صاحب متعلم جامعہ احمدیہ لندن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام:

ہے شکر رب عزو جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

ترنم کے ساتھ پیش کیا۔

اس کے بعد حضور انور نے اختتامی خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج قادیان کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا جو کام اس بستی کے اس شخص کے سپرد کیا گیا تھا جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا تھا۔ اس نے اسے دنیا میں پھیلانے، دنیا سے شرک ختم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکانے کیلئے اپنی تمام تر طاقتیں خرچ کر دیں، وہ دعاؤں کے ذریعے عرش کو ہلا دینے کے ساتھ ساتھ ظاہری اور دنیاوی تدبیریں بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بروئے کار لائے اور دعوت الی اللہ کا حق ادا کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اِنِّیْ مَعَکَ کہہ کر یہ تسلی بھی دی تھی کہ اس کام سے پریشان مت ہو، تو جہاں بھی ہو میں تیرے ساتھ ہوں، میں تیری مدد کروں گا، میں ہمیشہ کیلئے تیرا چارہ اور سہارا اور تیرا نہایت قوی بازو ہوں۔ فرمایا کہ پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس جری اللہ نے دین حق کا نہ صرف دفاع کیا بلکہ دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ مخلصین اور متقین کی ایک جماعت اپنے رفقاء میں قائم فرما دی، وہ بھی اپنی زندگیوں میں عظیم الشان پاک تبدیلیاں لا کر اس پیغام کو آگے پہنچانے والے بن گئے، عبادتوں کے معیار قائم کئے، اعلیٰ اخلاق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے معیار قائم کئے، محبت و پیار اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتے چلے گئے اور اس طرح یہ جاگ ایک سے دوسرے کو لگتی چلی گئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے بعد بھرپور مخالفت کے باوجود وہ جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار میں ذرہ بھر بھی فرق نہ ڈال سکے۔ پھر قادیان کی یہی بستی تھی جس میں آپ کی وفات کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے احمدیوں نے خلافت احمدیہ کے ساتھ جڑے رہنے کا عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ساتھ اپنی تائید و نصرت کے وعدے کے مطابق جماعت کی وسعت کو اسی طرح جاری رکھا، جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے نئے سے نئے باب کھلتے چلے گئے اور آج تک کھل رہے ہیں اور خدا کے فضل سے آئندہ بھی کھلتے چلے جائیں گے لیکن اس کے لئے ضروری شرط تقویٰ ہے اور اس مقصد کے حصول کیلئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد اور اس پر عمل ہے۔ جب تک کامل اطاعت کے نظارے نظر آتے رہیں گے، ان برکات سے فیض پاتے چلے جائیں گے جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی جماعت کیلئے مقدر کر دیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کہاں حضرت مسیح موعود کے زمانے میں یورپ اور امریکہ کی ہمدردی کے منصوبے زیر غور تھے اور کہاں آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یورپ اور امریکہ سمیت دنیا کے 195 ممالک میں بیٹھ کر ان کی ہمدردی کے منصوبے بنانے کی خدا تعالیٰ خلافت احمدیہ کو توفیق دے رہا ہے۔ آج ہر عقلمند حکومت کو پتہ ہے کہ اگر محبت اور امن کی ضمانت کہیں مل سکتی ہے تو واحد جماعت احمدیہ ہے جو ''محبت سب کیلئے، نفرت کسی سے نہیں'' کا نعرہ لگاتی ہے۔

حضور انور نے جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت کے بعض واقعات پیش کر کے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اِنِّـیْ مَعَکَ کا وعدہ پھر ایک نئی شان میں پورا ہو رہا ہے کہ آج یورپ میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے بندے حضرت مسیح موعودؑ کی آواز کو آسمانی لہروں کے ذریعے قادیان میں بھیجا جا رہا ہے اور قادیان سے نعرہ تکبیر اور اللہ اکبر کی آواز ان لہروں پر سوار امریکہ، یورپ، ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا اور جزائر میں بھی گونج رہی ہے۔ دنیا کا وہ کون سا خطہ ہے جہاں سے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ پیغام دنیا کی ہمدردی کیلئے دنیا تک نہیں پہنچ رہا۔ پس یہ کوئی انسانی کام نہ تھا اور نہ ہے، یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے جس نے اپنے بندے سے وعدہ کیا کہ مَیں ہمیشہ کیلئے تیرا چارہ اور سہارا اور تیرا نہایت قوی بازو ہوں اور نہایت قوی سہارا بن کر آج تک اللہ تعالیٰ دکھاتا چلا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ الٰہی جماعتوں پر آزمائشیں، ابتلاء بھی آتے ہیں اور نقصان بھی ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ مخالف کے اس مقصد میں اسے کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا کہ وہ خدا تعالیٰ کے چلائے ہوئے سلسلے کو ختم کر سکے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب اپنی اس دنیا سے رخصت ہونے کی غمناک خبر جماعت کو سنائی تو ساتھ ساتھ یہ بھی تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ نے جو میرے سے وعدہ کیا ہے، یہ صرف میرے ساتھ نہیں، اگر تم مومن رہے، تقویٰ تم میں قائم رہا اور تم میری بیعت کا حق ادا کرنے والے بنے رہے تو سن لو کہ خدا تعالیٰ قیامت تک تمہیں اپنے فضل اور تائید و نصرت کی خوشخبری دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی پیروکار وہی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے جاری نظام خلافت کو پکڑ لیا، خلافت کے ساتھ وفا اور اطاعت کا تعلق رکھا، یہ عہد کیا کہ میں نظام خلافت کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کیلئے تیار رہوں گا اور اس عہد کو نبھانے والوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ 'وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے' کو خدا تعالیٰ نے پورا فرمایا اور پورا فرماتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ، آج خدا سے ڈرو تا اس آخرت کے دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے، وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریاء، عُجب، حقارت اور بخل کے ترک کرنے وغیرہ اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے اور لوگوں سے مروت، خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آوے، خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے، خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج دنیا طرح طرح کے فسادوں میں مبتلاء ہے اور نفسانفسی کا دور ہے، اس صورتحال میں محبتوں، بھائی چارے اور ہمدردی مخلوق کی فصلیں اگانا ہر احمدی کا کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلسے کا مدعا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نرم دلی، باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کیلئے نمونہ بن جائیں۔ دنیا دیکھے اور کہے کہ یہ لوگ ہیں جو حقیقی امن پیدا کرنے والے لوگ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ امانت ایک وسیع لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ اپنی تمام تر ذمہ داریوں کے امین بنیں، چاہے وہ ذمہ داریاں جماعتی ہوں، ذاتی ہوں یا دنیاوی ذمہ داریاں ہوں، ہر ایک امانت کا حق ادا کرے۔ فرمایا کہ پھر تقویٰ یہ ہے کہ یہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ عہدوں کو پورا کرنے اور نیکیوں میں بڑھنے کے معیار بھی تقویٰ سکھاتا ہے۔ پس آج اگر ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورے ہونے کے نظارے اپنی زندگیوں میں دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنے محاسبے بھی ہمیں کرنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنے کی دعائیں اپنے اور اپنی نسلوں کیلئے مانگنی ہوں گی۔ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ آج اس جلسے میں شامل ہر ایک اپنے دلوں میں پاک انقلاب پیدا کرنے کا عہد کر کے اٹھے تو حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا یقیناً وارث ہوگا اور آج ایم ٹی اے کے ذریعے اس آواز کو سننے والے دنیا کے تمام احمدی جلسہ کے شاملین میں سے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے اندر ایک جوش اور تڑپ پیدا کریں اور دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کر دیں، اپنی راتوں کو اس طرح زندہ کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت کے دھارے محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو آسمان سے اپنے اوپر اترتے ہوئے نظر آئیں۔ حضور انور نے قادیان میں بسنے والوں کو بھی نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بستی میں رہنے کا حق ادا کریں، اس کے تقدس کو قائم کریں اور دنیا داری کی باتوں کو بھول جائیں اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ دنیا کا ہر احمدی ڈرتے ڈرتے دن بسر کرے اور تقویٰ سے رات بسر کرنے والا ہو۔

حضور انور نے شاملین جلسہ کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو شامل کر کے کچھ دعائیں کیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے حق میں یہ تمام دعائیں قبول فرماتا چلا جائے۔ آمین

حضور انور نے خطاب کے اختتام پر رقت آمیز اور پُرسوز اجتمائی دعا کروائی جس کے بعد لندن اور قادیان دونوں طرف سے خدام، اطفال اور ناصرات الاحمدیہ نے قصائد، نظمیں اور نغمات پیش کئے جنہیں حضور انور کافی دیر تک بڑی دلچسپی کے ساتھ سٹیج پر ہی کھڑے سنتے رہے۔ اور پھر السلام علیکم کہہ کر جلسہ گاہ سے رخصت ہو گئے۔ اس جلسہ میں قادیان میں 18 سے 20 ہزار احمدیوں نے شرکت کی۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر76

80 کی دہائی میں بیعت کرنے والے
بعض مخلص عرب
(1)

80 کی دہائی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دیگر اقوام کی طرح بلادعربیہ میں سے بھی اچھی خاصی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہوئے جن میں سے بعض پر خدا تعالیٰ کی خاص عنایت اس طرح ہوئی کہ انہیں بعد میں مختلف خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔تاریخی اعتبار سے مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ان احباب کے قبول احمدیت کے واقعات کے علاوہ خلافت اور جماعت سے وابستگی کے بعد بعض ایسے ایمان افروز امور کا کچھ حصہ یہاں بیان کردیا جائے جن کا اللہ تعالیٰ نے ان کو گواہ بنایا۔

ایسے بعض احبابِ جماعت سے فرداً فرداً انٹرویو کرنے کی بجائے ایک مفصل سوالنامہ تیار کرکے ان کو بھجوایا گیا اوران سے درخواست کی گئی کہ اس کی روشنی میں جو بھی ان کو یاد ہے وہ تحریر فرمادیں تاکہ جماعت کی تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ ہو جائے۔اس پر بعض احباب نے ایسا لکھنے میں ہچکچاہٹ محسوس کی۔ان کا خیال تھا کہ یہ درست ہے کہ وہ جو بھی واقعات اور تاریخی امور وہ بیان کریں گے ان میں جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا ذکر ہوگا اور خلافت کی کرامات اور اس کی عطاؤں اوراحسانوں کا ذکر ہوگا لیکن چونکہ یہ واقعات ان کے ساتھ ہوئے ہیں یا وہ ان کے گواہ ہیں تو لامحالہ ان کا بھی تذکرہ ہوگا جو انہیں مناسب نہیں لگتا کہ ان کی زندگی میں شائع ہو۔

بہر حال ہمارے اصرار پراور سمجھانے پر کہ یہ جماعتی امانت ہے اور بہتر ہے کہ ان کی زندگی میں ہی شائع ہوجائے تاکہ ان کی روایت میں اگر کوئی تاریخی یا واقعاتی غلطی ہوتو ان کی زندگی میں ہی ٹھیک ہوجائے۔ چنانچہ ان احباب میں سے بعض نے مختصر اور بعض نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ جو معلومات ارسال کی ہیں وہ نظر قارئین کی جاتی ہیں۔

مکرم عبادہ بربوش صاحب

مکرم عبادہ صاحب کا تعلق تیونس سے ہے،آپ نے 1983ء میں بیعت کی۔ 1987ء میں وقف کر کے لندن منتقل ہوگئے جہاں کمپیوٹر سیکشن میں خدمات اور رسالہ التقویٰ کی کمپوزنگ کا کام سرانجام دیتے رہے،مکرم حلمی الشافعی صاحب کی وفات کے بعد لمبے عرصہ تک قریبا240 پروگرام لقاء مع العرب میں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کے عربی ترجمان کی حیثیت سے خدمت کی سعادت پائی۔1996ء سے اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے رسالہ التقویٰ کے مدیر کے طور پر کام کررہے ہیں۔

اب ہم ان کی زندگی کے اہم واقعات ان کی ہی زبانی درج کرتے ہیں۔

خاندانی پس منظر

میری پیدائش1963ء میں تیونس کے شہر ’’الکاف‘‘ میں ہوئی۔والد صاحب کی خاصی زمینیں اور جائیداد تھی۔ ہمارا خاندان اپنے علاقہ میں بڑے احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا خصوصاً اس لئے بھی کہ والدہ صاحب کی طرف سے میرے اجداد کا تعلق صوفیوں کی جماعت سے تھا جو اس علاقہ میں قبولیت دعا کے حوالے سے مشہور تھے۔نیز وہ قرآن کریم کے قلمی نسخے بھی تیار کرتے تھے جن میں سے بعض آج بھی تیونس کے عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔

بچپن کی ایک خواہش

بچپن میں جب استاد کسی خلیفہ راشد کے مناقب بیان کرتا تو میرے دل میں یہ حسرت جوش مارتی کہ کاش میں بھی کسی خلیفہ راشد کے زمانے میں ہوتا اوران سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہوتا۔

قبول احمدیت کا واقعہ

نوجوانی میں مجھے یورپین ممالک کی سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔چنانچہ مَیں ہر سال چھٹیوں میں کسی نہ کسی یورپی ملک کی سیر کے لئے جاتا ۔1983ء میں جب مَیں اپنے ایک تیونسی دوست کے ساتھ سیاحت کے لئے نکلا تو چار دن لندن میں گزارنے کے بعد ہم کوپن ہیگن (ڈنمارک) چلے گئے جہاں ہم نے ایک مقامی فیملی سے کمرہ کرائے پرلے کر تین ہفتے قیام کیا۔ اس ڈنمارکی فیملی کے ساتھ کچھ دنوں کی بات چیت کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اگر مَیں انہیں اسلام کی خوبیاں بتاؤں تو وہ ضرور سنیں گے اور اس پر غور کریں گے۔لیکن جب مَیں نے ان کے ساتھ اس موضوع پر بات شروع کی تو یہ جان کر میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ اس گھر کے مالک کو پہلے ہی اسلام کے بارہ میں کافی امور کا علم ہے بلکہ وہ فوراً ہی تین جلدوں پر مشتمل قرآن کریم کا ڈینش زبان میں ترجمہ اٹھالایا۔مَیں تو اب تک یہی جانتا تھا کہ صرف فرنچ میں ہی ترجمہ قرآن موجود ہے لیکن ڈنمارک کی زبان میں ترجمہ قرآن اپنے ہاتھوں میں پا کر میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ اور مَیں نے فیصلہ کیا کہ اس ترجمہ کرنے والے ادارے میں جا کر اس عظیم اسلامی خدمت پر شکریہ ادا کروں۔ اس ترجمہ قرآن پر موجود ایڈریس لے کر مَیں جمعہ کے روز نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اس ادارے میں جا پہنچا جس کا نام اسلامک سنٹر تھا۔میرے ذہن میں یہی خیال غالب تھا کہ اس اسلامک سنٹر کو عرب ہی چلاتے ہوں گے کیونکہ ہم عرب ہی ہیں جنہوں نے صدیوں سے اسلام کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔لیکن جب مَیں اس سنٹر میں پہنچا تو میرے لئے دروازہ کھولنے والا شخص ایک پچیس چھبیس سالہ پاکستانی نوجوان تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ نماز جمعہ دو گھنٹے بعد ہوگی۔ پھر مجھے کچھ رسمی گفتگو کے بعد مہمان خانہ میں لے گیا جہاں ہماری تفصیلی بات چیت ہوئی، مجھے پتہ چلا کہ اس سنٹر کا اصل نام مسجد نصرت جہاں ہے۔اور یہ نوجوان جس کا نام منصور احمد مبشر ہے اس مسجد کا امام ہے۔چونکہ مَیں جمعہ کی نماز سے کافی دیر پہلے آ گیا تھا اس لئے تقریبًا تمام نمازیوں سے ہی میری ملاقات ہوئی۔میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ ان نمازیوں میں میری ملاقات ڈینش زبان میں مترجمِ قرآن مکرم عبد السلام میڈیسن سے بھی ہوجائے گی۔بہرحال ان سے ملاقات کر کے معلوم ہوا کہ وہ تیونس کے قدیم شہر ’’قیروان‘‘ کے عاشقوں میں سے ہیں، اور سات دفعہ وہاں جا چکے ہیں۔اس مختصر سی بات چیت سے ہی ہمارے درمیان ایک محبت کا تعلق قائم ہو گیا۔مَیں ان لوگوں سے ملاقات کے دوران غیر محسوس طریق پر ان لوگوں کی حرکات وسکنات بھی نوٹ کر رہا تھا۔نماز جمعہ کے بعد جب یہ کھانا کھانے بیٹھے تو بھی میری توجہ اسی طرف تھی کہ کیا یہ سنت نبوی اور اسلامی عادات واطوار کا خیال رکھتے ہیں یا نہیں۔بہر حال مجھے کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جو اسلامی روایات کے خلاف ہو بلکہ ان کے چہروں میں مجھے ایک عجیب نور دکھائی دیا اور میرے دل میں ان کی طرف سے نہ صرف اطمینان اور سکون جاگزیں ہوگیا بلکہ مجھے محسوس ہوا کہ میرے دل میں ان لوگوں کے ساتھ محبت کا ایک تعلق پیدا ہوگیا ہے۔

جب مَیں اپنے کمرے میں لوٹا تو میرے تیونسی دوست نے پوچھا کہ مسجد میں کیسے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ مجھے آج تک یاد ہے کہ مَیں نے اسے کہا: زندگی میں پہلی دفعہ میری ملاقات مثالی مسلمانوں سے ہوئی ہے۔اور اگر بعض متعصب لوگوں کی رائے میں یہ مسلمان نہیں ہیں تو پھر میرے خیال میں روئے زمین پر کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔

مَیں ڈنمارک میں قیام کے دوران مسجد نصرت جہاں میں آتا جاتا رہا۔اس وقت وہاں دو تین ہی عربی کتب تھی جن کے مطالعہ سے جماعت کے عقائد اور تعلیمات کی مکمل تصویر سامنے نہ آسکی تاہم مبلغ احمدیت مکرم منصور احمد مبشر صاحب نے جماعت احمدیہ کے تعارف اور تعلیمات کے بارہ میں مجھے بہت کچھ بتایا۔ چونکہ میری والدہ مجھے امام مہدی کے ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں بتاتی رہتی تھیں اس لئے مجھے ان امور کو سمجھنے میں کوئی خاص مشکل درپیش نہ ہوئی۔ پاکستانیوں کو اس جوش اوراخلاص سے خدمت اسلام کرتے دیکھ کر میرے اندر بھی خدمت دین کے جذبے نے جوش مارا اور مَیں نے کہا کہ ہم عرب زیادہ حقدار ہیں کہ دین کی خدمت کے اس مہم میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوں۔مَیں ان لوگوں کے اخلاق اور دینی اور فکری برتری کا تو پہلے ہی قائل ہو چکا تھا اس لئے اب ان کے ساتھ شامل ہونے کا عزم کرلیا۔چنانچہ مَیں نے بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد مَیں اپنی انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کرنے کیلئے تیونس واپس آ گیا۔

وقف زندگی کا فیصلہ

انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مَیں نے مونٹریال یونیورسٹی کینیڈا میں علم النفس کی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا لیکن اسی عرصہ میں میرا میلان خدمت اسلام کے لئے زندگی وقف کرنے کی طرف ہونے لگا۔مَیں اس بارہ میں کسی قدر متردد تھا اور مسلسل دعا کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو کوئی رؤیا دکھا دے جو میرے لئے مستقبل کے راستے کا تعین کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہو۔کچھ دنوں کے بعد میری والدہ صاحبہ نے بتایا کہ انہوں نے ایک بہت اچھا رؤیا دیکھا ہے۔مَیں نے دیکھا کہ تم ایک شخص کے ساتھ مکّہ مکرمہ جارہے ہو۔تم دونوں نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے،اور بہت خوبصورت داڑھی ہے۔تم دونوں کا قد اتنا لمبا ہے کہ کعبہ کے گرد جتنے لوگ ہیں ان سب سے تم دونوں ہی لمبے دکھائی دیتے ہو اور لوگ بڑے تعجب اور انہماک سے تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں۔آخر پر تم دونوں خانہ کعبہ کے دروازے سے اس کے اندر داخل ہوجاتے ہو۔

یہ خواب میرے زخموں پر مرہم ثابت ہوئی اور میرے لئے فیصلہ کرنا آسان ہوگیا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ مَیں نے دعا کے بعد حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی خدمت میں زندگی وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ پاکستان میں دینی علوم حاصل کرنے کی خواہش پر مشتمل خط لکھ دیا۔

لندن آنے کے بعد جب مَیں نے حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ اپنی تصویر اپنی والدہ صاحبہ کو بھجوائی تو ان کا ردّعمل غیر معمولی تھا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ تو وہی شخص ہے جس کے ساتھ رؤیا میں مَیں نے تجھے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

لندن آنے میں غیر معمولی تائید ربانی

میری خواہش تو پاکستان میں جا کر دینی علوم سیکھنے کی تھی لیکن مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں لندن میں مستقل رہائش کے لئے جارہا ہوں۔اس پر مجھے کسی قدر تعجب ہوا تاہم چند دنوں کے بعد ہی حضرت خلیفة

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

المسیح الرابعؒ کی طرف سے آنے والے خط نے معاملہ واضح فرما دیا، جس میں لکھا تھا کہ مَیں آپ کا وقف قبول کرتا ہوں، لیکن پاکستان کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ آپ کو وہاں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجا جاسکے۔ تاہم آپ لندن آجائیں۔

اس وقت میرا لندن جانا تقریباً ناممکن تھا۔ کیونکہ مَیں نے ابھی تک حکومت کی طرف سے مقرر کردہ کم از کم ایک سال کی لازمی فوجی ٹریننگ نہیں کی تھی، جس کے بغیر ملک سے مستقل طور پر نکلنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد آپ اس ملک میں واپس نہیں آسکتے۔ لیکن اسی عرصہ میں تیونسی حکومت نے فیصلہ کیا کہ 1963ء میں پیدا ہونے والوں کو ریزرو کے طور پر رکھا جائے جس کا یہ مطلب تھا کہ انہیں لازمی عسکری ٹریننگ میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ قانون تین ماہ کے اندر قابل عمل ہونا تھا۔

اس قانون کے صادر ہونے سے قبل مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مجھے لازمی فوجی ٹریننگ میں شامل نہ ہونے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مَیں نے خواب میں خود کو فوجی وردی پہنے دیکھا لہذا گرفتار کرنے والوں سے کہا کہ آپ دیکھ نہیں رہے کہ مَیں نے فوجی وردی پہنی ہوئی ہے پھر بھی مجھ سے فوجی ٹریننگ میں شامل ہونے کا کہہ رہے ہو۔

مجھے اس خواب کا مطلب اس وقت سمجھ میں آیا جب اس مذکورہ بالا قانون کے نفاذ سے ایک ماہ قبل مجھے گرفتار کر لیا گیا اور مجھے فوجی ٹریننگ مکمل کرنے کے لئے فوج کے سپرد کرنے ہی والے تھے کہ میرے والد صاحب کے ایک بااثر دوست کی مدد سے چھٹکارا مل گیا۔

یہ بات شاید قارئین کرام کے لئے بہت معمولی ہو لیکن میرے لئے بہت بڑی تھی کیونکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بتانا چاہتا تھا کہ دین کے لئے وقف کرنے کی کیا عظمت ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کی تبدیلی میرے لئے ہوئی تھی اور جب اس قانون کے نفاذ سے ایک ماہ پہلے مجھے فوجی ٹریننگ میں شامل کرنے کے لئے گرفتار کیا گیا تو اس سے رہائی بھی اسی لئے ہوئی کہ مَیں نے وقف زندگی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آپ کی روحانی فوج کے سپاہی کا لباس زیب تن کر لیا تھا اس لئے مجھے لازمی فوجی ٹریننگ سے اللہ تعالیٰ نے خود بچالیا۔

ملاقاتِ حبیب

مارچ 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی دعوتِ خاص پر مجھے لندن حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ مجھے یاد ہے کہ میرے ذہن میں کئی امور کے بارہ میں استفسارات تھے خصوصاً ختم نبوت کے بارہ میں کچھ امور کی وضاحت حاصل کرنے کا بھی ارادہ تھا کیونکہ پڑھنے کے لئے مجھے بہت کم جماعتی علوم میسر آسکے تھے۔ لیکن جب حضور انورؒ سے ملاقات کے وقت میری نظر آپ کے مبارک چہرہ پر پڑی اور آپ نے مجھے معانقہ کا شرف عطا فرمایا تو سب کچھ دُھل گیا، سارے بت ٹوٹ گئے، اور اس کی جگہ یقین و ایمان اور محبت و عقیدت کے دھارے بہہ نکلے۔ گویا بقول شاعر:

یوں ہم آغوش ہوا مجھ سے کہ سب ٹوٹ گئے
جتنے بھی بت سے صنم خانۂ پندار کے پاس

چند دنوں کے بعد دوسری ملاقات میں حضور انور نے مجھے نہ صرف شرف معانقہ بخشا بلکہ دیر تک گلے سے لگائے رکھا اور میرے لئے دعائیں کرتے رہے۔ مَیں ان دعاؤں کا اثر اپنی روح کے ساتھ ساتھ جسم پر بھی محسوس کر رہا تھا کیونکہ دعائیہ کلمات کی ادائیگی سے حضور انور کی داڑھی مبارک کی حرکت مجھے اپنے کندھے پر محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد حضور نے فرمایا کہ چلو اب نماز مغرب کا وقت ہو چکا ہے۔ مَیں ایک بے نظیر روحانی انتعاش کی حالت میں مسجد میں داخل ہوا، اور حضور انورؒ نے نماز میں ابھی چند آیات کی ہی تلاوت فرمائی تھی کہ مجھے اپنی آنکھوں پر اختیار نہ رہا، اور محبت الٰہی اور اس پاک وجود کی محبت کی ایک بے مثل لذت میرے انگ انگ میں سرایت کر گئی۔ مَیں فرش پر گر گیا اور زار و قطار رونے لگا

حضور انورؒ نے مجھے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے ساتھ رہنے کا ارشاد فرمایا تھا تاکہ ان سے جماعتی علم کلام سیکھوں اور جماعت کے بارہ میں اپنی معلومات میں اضافہ کروں۔ چونکہ ان دنوں اسلام آباد میں رقیم پریس کی تیاری وغیرہ کا کام بھی مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے ذمہ تھا اس لئے مَیں اکثر ان کے ساتھ اسلام آباد آتا جاتا تھا۔ مَیں نے محسوس کیا کہ اس عمارت میں مشینوں کی تنصیب سے قبل پینٹ وغیرہ ہو جائے تو بہت مناسب ہوگا۔ یہ سوچ کر مَیں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طوعی کام کا اجر اس دنیا میں ہی یوں دیا کہ مَیں پینٹ کرنے میں مصروف تھا، میرے کپڑے بھی رنگ آلود تھے اور ہاتھ بھی پینٹ سے بھرے ہوئے تھے کہ اسی اثناء میں حضورؒ وہاں تشریف لے آئے، آپ نے اونچی آواز میں سلام کہتے ہوئے میری طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ مَیں نے اپنے پینٹ آلود ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا کہ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ حضور انور سے مصافحہ کا شرف پاسکیں، کیونکہ مَیں ہرگز نہیں چاہوں گا کہ حضور انور کے ہاتھوں پر پینٹ لگے۔ لیکن حضور انور مسکرائے اور فرمایا کہ اگر تم اس کام میں اور پینٹ آلودہ ہاتھوں کے ساتھ خوش ہو تو پھر مَیں بھی اسی طرح مصافحہ کرنے میں خوش ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر نہایت گرمجوشی سے مصافحہ فرمایا۔ مَیں ابھی اس محبت کے نشے سے سرشار تمنا ہی کر رہا تھا کہ کاش یہ لمحات یہیں ٹھہر جائیں اور یہ گھڑیاں امر ہو جائیں کہ حضور انور نے ایک اور احسان فرماتے ہوئے فرمایا: آؤ ہم دونوں مل کر تصویر بنواتے ہیں۔

حضورؒ تو تصویر کے بعد تشریف لے گئے لیکن میں فرش پر گر گیا اور فرط جذبات سے ایک نوزائیدہ بچے کی طرح زار و قطار رونے لگا۔ درحقیقت یہ میری ایک نئی پیدائش تھی جس نے مجھے محبت کے ایک عجیب عالم سے روشناس کروا دیا تھا۔

''اسلام آباد والا رشتہ''

میں نے اپنا نام دفتر رشتہ ناطہ میں لکھوایا ہوا تھا لیکن کوئی مناسب رشتہ نہ آیا، دوسری طرف برطانوی وزارت داخلہ نے جماعتی سپانسر پر میرے ویزے میں توسیع سے انکار کر دیا تھا کیونکہ جماعت کے دفاتر میں کام کرنے والوں میں صرف میں ہی ایک عرب باشندہ تھا شاید اس لئے انہیں میرے بارہ میں کوئی تحفظات تھے۔ مَیں مایوس کن حالت سے گزر رہا تھا کہ ایک دن الجزائر اور مراکش کے بعض نئے احمدیوں نے نماز جمعہ کے بعد مجھے ایک کیفے میں بلایا (یہ نئے احمدی شاید بعض مادی منفعت کی خاطر جماعت میں داخل ہوئے اور خواہشات پوری نہ ہونے پر جماعت کو خیر باد کہہ گئے) اور کہنے لگے کہ یہ پاکستانی نہ تمہارے ویزے کا بندوبست کریں گے نہ ہی شادی کروائیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے کام اور اچھی تنخواہ کی آفر دی اور جماعت ترک کرنے کا مشورہ دیا۔

مَیں لَوٹا تو مسجد فضل میں جا کر دو رکعت نماز ادا کی اور خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ مَیں لندن میں کسی دنیوی منفعت کے لئے نہیں آیا تھا میرا مقصد تو خدمت دین تھا، تُو میری اس خواہش اور نیت کو قبول فرما اور خود اس مشکل سے رہائی کے سامان پیدا فرما۔

اس واقعہ پر ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ مکرم منیر جاوید صاحب نے بتایا کہ ایک فیملی اپنی بچی کے رشتہ کے سلسلہ میں مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ مَیں اس فیملی سے ملا اور مجھے یہ رشتہ پسند آگیا لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ انہوں نے چند ایک سوالات کے بعد فوراً ہاں کر دی۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ ان کی بیٹی نے رؤیا میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ:

''یہ اسلام آباد والا رشتہ آپ کے لئے بہتر ہے۔''

وہ اس رؤیا کے بعد پاکستانی دارالحکومت اسلام آباد سے کسی رشتہ کی توقع کر رہے تھے۔ لیکن جب مکرم منیر جاوید صاحب نے انہیں بتایا کہ ایک عربی لڑکا شادی کا خواہاں ہے، تو انہوں نے پوچھا کہ وہ کہاں رہتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں۔ یہ جواب اس خاندان کے لئے چونکا دینے والا تھا۔ کیونکہ رؤیا کے مطابق تو وہ پاکستانی دارالحکومت اسلام آباد سے رشتہ آنے کی توقع کر رہے تھے لیکن کہیں خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ اس سے مراد لندن میں واقع جماعت کا سنٹر اسلام آباد ہے۔ بہرحال اس طرح خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ میری شادی بھی ہوگئی اور ویزہ میں توسیع کا کام بھی ہوگیا۔

(باقی آئندہ)

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں

تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

بلغارین (Bulgarian) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

بلغارین Indo European زبان ہے اور بلغاریہ کے علاوہ مقدونیہ، یونان، سربیا، ترکی، یوکرین، Maldora، رومانیہ، البانیہ اور کوسووو کے ممالک میں اس زبان کے بولنے والے موجود ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق 13 ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

بلغارین زبان میں ترجمہ قرآن کریم Dr.D.J.Papantchev نے کیا۔ اس ترجمہ میں ہر سورۃ سے پہلے مختصر تعارفی نوٹ بھی دیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ 1991ء میں اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ کے زیر اہتمام انگلستان میں Clays Ltd پریس پر طبع ہوا۔ اس ترجمہ قرآن کی طباعت کا خرچ مکرم شیخ عبدالمجید صاحب آف کراچی نے اپنے مرحوم والدین کی طرف سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ترجمہ کی طباعت پر معلوم ہوا کہ اس میں کمپوزنگ، ٹائپ سیٹنگ اور پروف ریڈنگ وغیرہ کی کئی ایک فاش غلطیاں راہ پا گئی ہیں۔ چنانچہ اس کی سرکولیشن روک دی گئی۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے واقفین زندگی مبلغین بلغارین زبان کے ماہر موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب اور مکرم طاہر احمد صاحب مبلغین سلسلہ حال مقیم جرمنی از سر نو بلغارین زبان میں ترجمہ قرآن کریم کا کام کر رہے ہیں۔ اس نئے ترجمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن مجید سے سورتوں کے تعارف اور ان کے مضامین کا خلاصہ اسی طرح منتخب اہم آیات پر تشریحی نوٹس بھی شامل کئے جائیں گے۔ اسی طرح آخر پر مضامین کا تفصیلی انڈیکس بھی ہوگا۔

امید ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ بلغارین زبان میں یہ نیا ترجمہ ہر لحاظ سے بہت معیاری اور اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

خطبہ جمعہ

اگر دلوں کی سختی کو دور کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے تو ذکر اس کی ایک اہم شرط ہے۔

قرآن کریم کو بھی خدا تعالیٰ نے ذکر کہا ہے۔ اس کو پڑھنا بہت ضروری ہے تا اس کو پڑھنے سے انسان کی، ایک مومن کی نیک فطرت اس سے منور ہو کر مزید روشن ہو۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے ایک بہت بڑا حکم نماز کا قیام ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 25 ردسمبر 2009ء بمطابق 25 فتح 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ -

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ- فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ- اُوْلٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الزُّمر:23)

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے کہ پس کیا وہ کہ جس کا سینہ اللہ اسلام کے لئے کھول دے پھر وہ اپنے ربّ کی طرف سے ایک نور پر (بھی) قائم ہو (وہ ذکر سے عاری لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے؟) پس ہلاکت ہو ان کے لئے جن کے دل اللہ کے ذکر سے (محروم رہتے ہوئے) سخت ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

ہدایت کی طرف لانا یا ہدایت دینا یہ بے شک خدا تعالیٰ کا کام ہے جیسا کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ - وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (القصص: 57) یعنی تو جس کو پسند کرے ہدایت نہیں دے سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

آنحضرت ﷺ جس نُور کو لے کر آئے، جو ہدایت دنیا کے سامنے رکھی، جو شریعت قرآن کریم کی صورت میں آپ پر اتری، آپ کی خواہش تھی کہ دنیا اس ہدایت کو قبول کرے اور جو روشنی آپؐ پر اتری ہے اس روشنی سے حصہ لے کر اپنے دلوں کو منور کرے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔ کیونکہ آپ کو علم تھا کہ یہ روشنی جو آپ پر اتری ہے اس کے انکار کی صورت میں منکرین عذاب الٰہی کے مَورد بنیں گے اور آپ ﷺ جن کی طبیعت میں انسانیت کے لئے بہت زیادہ رحم تھا، آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی انسان بھی ہدایت کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو کر عذاب پائے۔ پس آپ کے دل کی یہ کیفیت تھی کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر، بے چین ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ دنیا کی بقا اور اللہ تعالیٰ کا عبد بنانے کے لئے یہاں تک آپ ﷺ کے دل کا اندر کا درد تھا کہ آپ کی بے چینی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4) یعنی شاید تُو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ کیوں یہ لوگ ایمان نہیں لاتے، مومن نہیں ہوتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! ہدایت دینا تیرا کام نہیں۔ پیغام پہنچانا تیرا کام ہے، یہ تیرے ذمہ ہے وہ کئے جا۔ ہدایت پہنچانا یا ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون لوگ ہدایت کے مستحق ہیں یعنی کون لوگ ہدایت کے لئے کوشاں بھی ہیں اور خواہش بھی رکھتے ہیں۔ جو لوگ ہدایت کے جویاں ہیں، تلاش میں ہیں، انہیں ہم ہدایت دیتے ہیں اور انہیں پھر اس نُور سے حصہ ملتا ہے جو اے محمد ﷺ تجھ پر اتارا گیا۔ ان کے سینے پھر ہم اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں۔ ان کے دل پھر اُس نُور سے منور ہوتے چلے جاتے ہیں جو ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتارا۔ وہ لوگ پھر سچائی کے نُور سے اپنے سینوں کو بھر لیتے ہیں۔ وہ اپنے دلوں کو خدا تعالیٰ کی یاد اور محبت سے بھر لیتے ہیں۔ ان کی زبان پر خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم، قرآن کریم کا نُور، ایسے مومنین کے سینوں کو بھرتا چلا جاتا ہے کہ وہ علم و عرفان اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں بہتر سے بہتر معیار حاصل کرنے کی کوشش اور جستجو میں رہتے ہیں اور یہ کوشش اور جستجو ان کے لئے نئے اور نہ ختم ہونے والے خوبصورت راستے دکھاتی ہے۔ جو اُن کے خیالات کی پاکیزگی کو بڑھاتی ہے۔ جو ان کے علم و عرفان کو بھی بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ جو اُن کے سچائی کے نور کو بھی پھیلاتی چلی جاتی ہے۔ اور پھر جہاں جہاں یہ روشنی پڑتی ہے وہاں سعید فطرتوں اور نیک طبعوں کو اس نُور سے حصہ دیتی چلی جاتی ہے۔

اس مضمون کو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ- وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ - كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانعام:126)۔ پس جسے اللہ چاہے کہ اسے ہدایت دے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہے کہ اُسے گمراہ ٹھہرائے اس کا سینہ تنگ، گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔ گویا وہ زور لگاتے ہوئے آسمان (کی بلندیوں) پہ چڑھ رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے پلیدی ڈال دیتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ ہدایت کا کام خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ بے شک نُور ہر جگہ پہنچتا ہے۔ بے شک جب سورج چمکتا ہے تو دن کی روشنی کر دیتا ہے یا دن کو روشن کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کمرے میں بند ہو کر کھڑکیاں دروازے بند کر لے تو اسے اس نُور سے کوئی حصہ نہیں ملتا جو کہ سورج کی روشنی سے اس کے سامنے آنے والوں کو، اس کے سامنے کھڑے ہونے والوں کو مل رہا ہوتا ہے۔ اگر ایسا شخص کہے کہ مَیں تو کہیں سورج کی روشنی نہیں دیکھتا تو یہ اُس کے اُس عمل کا نتیجہ ہے جو اُس نے اپنے تک سورج کی روشنی پہنچنے کے لئے روکیں کھڑی کر کے کیا ہے۔ پس روحانی دنیا میں بھی روشنی انہی تک پہنچتی ہے جو یہ روشنی پہنچنے کے لئے اپنے دل و دماغ کے دروازے اور کھڑکیاں کھول کے رکھتے ہیں۔ پس یہاں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۔ پس جسے اللہ چاہے کہ اسے ہدایت دے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ یہاں پہ اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان کا عمل ہے جو نیک اعمال کی صورت میں اور نُور سے حصہ لینے کی تڑپ دل میں رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں پھر وہ ہدایت پاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف تو جو ایک قدم بڑھانے والا ہے خدا تعالیٰ اس کی طرف دو قدم بڑھتا ہے اور اس کی طرف چل کر جانے والے کی طرف خدا تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے۔ پس یہاں جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اس کا سینہ اسلام کے لئے کھولتا ہے اس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ یہ علم رکھتا ہے کہ فلاں شخص خوشی اور کوشش سے خدا تعالیٰ کی رضا کی تمنا رکھتے ہوئے اس کے احکامات کو قبول کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کامل اطاعت بدل و جان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی اور کامل اطاعت کے لئے ہر وقت تیار ہو تو یہ چیز ظاہر کرتی ہے کہ اُس کے قدم روحانی ترقی کی طرف اٹھ رہے ہیں۔ اور جس کے قدم روحانی ترقی کی طرف اٹھ رہے ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی ہے جس کا سینہ اللہ تعالیٰ پھر کھولتا چلا جاتا

ہے۔اُسے حقیقی اسلام کافہم وادراک حاصل ہوتا چلا جاتا ہے۔نام کا مسلمان نہیں ہوتا۔اس کی عبادات،اس کی نمازیں،اس کے روزے،اس کے حج،اس کے اعلیٰ اخلاق کے نمونے دنیا کو دکھانے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتے ہیں۔لیکن بعض ایسے بدقسمت بھی ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے احکامات کو بوجھ سمجھتے ہیں،جو دین کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں۔یا بعض ایسے ہیں جو اپنے دین کو یا اُن روایات کو جو انہوں نے اپنے آباء واجداد سے،اپنے باپ دادا سے سنیں،آخری حرف سمجھتے ہیں اور اسلام کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔وہ اپنے خیال میں یا اپنے ماحول میں جتنا بھی خیال کریں یا سمجھے جائیں کہ وہ کسی دین پر قائم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ دین پر قائم نہیں اور روحانی لحاظ سے ترقی کی بجائے انحطاط پذیر ہیں،نیچے کی طرف جارہے ہیں۔جب آنحضرت ﷺ کی بعثت ہوگئی اور اس نُور پر خدا تعالیٰ کی آخری شریعت قرآن کریم کا نور بھی نازل ہوگیا تو اب اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام(آل عمران: 20) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل دین اسلام ہی ہے جو کامل فرمانبرداری سکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لئے راہیں متعین کرتا ہے۔اس کے علاوہ اب کوئی دین نہیں جو روحانی ترقیات کی راہیں دکھا سکے۔اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا اور جسے چاہے اُسے گمراہ ٹھہرائے۔اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا چاہے سینہ تنگ کر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے تو آدم کو زمین پر بھیجا اور بھیج کر پہلے دن ہی کہہ دیا تھا کہ تمہیں آزادی ہے۔اگر نیکیوں کی طرف قدم بڑھاؤ گے تو میرے نُور سے حصہ پاؤ گے اور اگر شیطان کے قدموں پر چلو گے تو میرے عذاب کے مَورد بنو گے۔پس یہ انسان کے بُرے اعمال ہیں جو اس کا سینہ تنگ ہونے کا باعث بنتے ہیں۔جب انسان گناہوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور دین سے اور اللہ کے رسولوں سے استہزاء شروع کر دیتا ہے تو پھر وہ گمراہی کے راستوں کی طرف چلتا ہے اور صراط مستقیم سے دور ہٹتا چلا جاتا ہے۔پس اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بوجھ سمجھنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے پر بند کر رہے ہوتے ہیں۔اور جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بند کرتے ہیں تو ان کے سینے میں اللہ تعالیٰ مزید گھٹاؤ پیدا کر دیتا ہے۔ان کے لئے راستے کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔وہ ایسے حالات میں ہوتا ہے کہ جیسے کوئی اونچی جگہ چڑھ رہا ہے۔سانس پھول رہا ہے جس کی وجہ سے سینے میں تنگی محسوس ہو رہی ہے۔تو یہ عمل خود انسان کے ہیں جو اُسے خدا سے دُور کر کے مشکلات میں مبتلا کرتے ہیں۔ورنہ خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ جب بھی انسان میں،قوموں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اپنے نبی اور رسول اور خاص بندے بھیجتا ہے کہ دنیا کی راہنمائی کر کے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کریں اور انبیاء اپنی جان پر ظلم کر کے یہ کام سرانجام دیتے ہیں۔قوم کی دشمنیاں مول لے کر یہ کام انجام دینے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔قوم کے جو سردار ہیں،جن کی اپنے نفس کی خواہشات ہیں،جو صرف اپنی ذاتیات کے دائرے کے اندر ہی رہنا چاہتے ہیں،وہ پھر اللہ تعالیٰ کے ان پاک بندوں کے خلاف ہوتے ہیں۔اپنی دشمنیوں کو ان کے لئے انتہا تک بڑھا دیتے ہیں۔لیکن یہ لوگ ان لوگوں کی دشمنیاں لے کر بھی اصلاح کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔راستے کی کسی روک کی پرواہ نہیں کرتے۔جیسا کہ مَیں نے بتایا محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسی درد کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ کیا تو ان لوگوں کے لئے اپنی جان کو ہلاک کرے گا کہ یہ اسلام قبول نہیں کرتے۔پس جو خود گناہوں میں گرنا چاہتا ہے جو گمراہی کے راستوں کو چھوڑنا نہیں چاہتا اسے پھر اللہ تعالیٰ بھلائی کے راستے نہیں دکھاتا۔اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں بیان کرنے کا مقصد صرف یہی نہیں ہے کہ پرانوں کے واقعات بیان کر دیئے یا آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد مسلمانوں میں سے اب کوئی بھٹک نہیں سکتا اور جس کے ساتھ اسلام کا لیبل لگ گیا اس کے لئے روحانی ترقی بھی لازمی ہوگئی۔

قرآن کریم میں ایسے بے شمار احکامات ہیں کہ اسلام لانے کے بعد بھی روحانی ترقی کے لئے عبادات،استغفار،اعمال صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کی حقیقی رنگ میں پیروی نہیں کرو گے تو سزا کے مستوجب بن جاؤ گے یا بن سکتے ہو۔پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ جس طرح پہلی قوموں میں انحطاط ہوا،تم میں بھی ہوگا۔لیکن کیونکہ یہ آخری شریعت ہے اور دین اسلام میں مکمل کر دیا گیا ہے اس لئے یہ وہ نُور کا آخری مینار ہے جس سے آئندہ تا قیامت دنیا نے روشنی حاصل کرنی ہے۔اور آنحضرت ﷺ وہ آخری روشنی اور سراج منیر ہیں جن سے کامل عشق کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ پھر ایسے لوگ بھیجتا رہے گا جو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتے رہیں گیا ور آخرین میں وہ خاتم الخلفاء مبعوث ہوگا جو نبوت کا درجہ بھی پائے گا تا کہ اس نُور کو چارسُو پھیلاتا چلا جائے۔اُس کام کو مکمل کرے جس کو کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا تھا۔اور یہ ہے خدا تعالیٰ کا ہر طرف نُور پھیلانا جو آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کی صورت میں خدا تعالیٰ نے دنیا میں ظاہر فرمایا۔

پس یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے فرمادی اور اس کی وضاحت آنحضرت ﷺ کی احادیث سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح کا یہ سلسلہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی بعثت کی وجہ ہے۔اور پھر آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام صادق کی اپنے آقا اور مطاع کی پیروی میں یہی تڑپ تھی کہ دنیا سے شرک ختم ہو۔غیر مذاہب کے لوگ بھی اسلام کی تعلیم کی حقیقت کو سمجھیں۔اور مسلمان بھی اپنی حالتوں کو درست کر کے ہدایت کے راستوں پر گامزن ہوں۔یہ مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت اور ہدایت سے دُوری ہی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی بعثت سے پہلے کئی لاکھ مسلمان ہندوستان میں ہی اسلام چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔آج بھی ہدایت کا حال دیکھ لیں۔کہتے ہیں کہ ہمیں ہدایت نصیب ہے لیکن مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔کیا یہ اسلام کی تعلیم ہے؟ کیا معصوموں کی جانیں لینا اسلام کی تعلیم ہے؟ کیا بددیانتی اور رشوت اور لیڈروں کے ذریعہ سے عوام کے حقوق کی تلفی کوئی اسلامی تعلیم ہے؟ یقیناً نہیں ہے۔اور اس زمانہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے کسی فرستادہ کی ضرورت تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق بھیجا اور جیسا کہ مَیں نے کہا آپ کی بھی تڑپ تھی کہ مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کریں۔جس تعلیم کو بھول گئے ہیں اسے حاصل کریں۔جو نور خدا تعالیٰ نے انہیں دیا تھا اس سے اپنے دلوں کو منور کریں۔ہدایت کے راستوں پر گامزن ہوتے ہوئے تمام احکامات کو بجالانے کی کوشش کریں۔شرک کا خاتمہ ہو۔انسان کو خدا بنانے والوں کی ہدایت کا سامان ہو اور آپ نے اس کے لئے بڑی تڑپ سے جہاں کوشش کی،لٹریچر لکھا وہاں دعائیں بھی کیں۔اور اس تڑپ کو دیکھتے ہوئے آپ کو بھی خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُوْمِنِیْن ۔کیا تُو اس بات پر اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ یہ کیوں ایمان نہیں لاتے؟

پس اللہ تعالیٰ ہدایت کے لئے سامان مہیا فرماتا ہے۔اپنے نُور سے منور کر کے اپنے خاص بندے ہمیشہ بھیجتا ہے لیکن جو ماننے سے انکاری ہوں،جن کے سینے خود انہوں نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو سننے کے لئے تنگ کر لئے ہوں ان پر پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فعل ہے کہ ان کا سینہ پھر مزید گھٹتا چلا جاتا ہے۔وہ نیکیوں سے دُور ہٹ جاتے ہیں اور بُرائیوں کے قریب ہوتے چلے جاتے ہیں۔پس اس آیت میں یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ صرف انہی کی مدد کرتا ہے جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کامل اطاعت کرتے ہیں اور پھر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کے فضل سے روحانی ترقیات کی منازل طے کرتے چلے جاتے ہیں۔اور جو ایمان نہیں لاتے وہ گناہوں میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔پس یہ مسلمانوں کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے اور احمدیوں کے لئے بھی فکر کا مقام ہے کہ اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو یاد رکھیں کہ اسلام کامل فرمانبرداری کا نام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”اکثر انسانوں کے اندر سے قوت روحانیت اور خدا ترسی کی کم ہوگئی ہے اور وہ آسمانی نور جس کے ذریعہ سے انسان حق اور باطل میں فرق کر سکتا ہے وہ قریباً بہت سے دلوں میں سے جاتا رہا ہے اور دنیا ایک دہریت کا رنگ پکڑتی جاتی ہے“۔فرمایا ”اس بات پر یہ امر گواہ ہے کہ عملی حالتیں جیسا کہ چاہئے درست نہیں ہیں۔سب کچھ زبان سے کہا جاتا ہے مگر عملی رنگ میں دکھلایا نہیں جاتا“۔فرمایا ”دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور اس کی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک مذہب کی روح ہے اس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں“۔فرماتے ہیں کہ ”مذہب کی اصلی غرض اُس سچے خدا کا پہچاننا ہے جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اس کی محبت میں اس مقام تک پہنچنا ہے جو غیر کی محبت کو جلا دیتا ہے اور اُس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے۔اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے“۔

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 148-147)

پس یہ اعلیٰ اخلاق،یہ تقویٰ،یہ دل کی پاکیزگی،یہ خدا تعالیٰ کی محبت اور مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کس طرح ہو؟ یہ مَیں نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانے سے ہے۔اس نور سے جو اللہ تعالیٰ نے اتارا اس کو حاصل کرنے سے ہے اور یہ نُور آنحضرت ﷺ کا اُسوہ اور قرآن کریم ہے۔اصل میں تو قرآن کریم کی تعلیم کی جو عملی شکل ہے یہی آنحضرت ﷺ کا اُسوہ حسنہ ہے۔یہی جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک صحابی کے سوال کرنے پر انہیں دیا تھا۔اخلاق کے بارہ میں پوچھتے ہو۔تم نے قرآن کریم کھول کر نہیں پڑھا؟(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 145-144 مسند عائشہؓ حدیث نمبر 25108 عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء)

اب اس کی طرف واپس لوٹتا ہوں پہلی آیت جو مَیں نے تلاوت کی تھی کہ اللہ تعالیٰ جن کا سینہ اسلام کے لئے کھولتا ہے اور پھر وہ نُور پر قائم ہوتے ہیں۔وہ لوگ ان کی طرح نہیں ہوسکتے جن کے دل سخت ہوگئے ہوں۔اور دل کیوں سخت ہوگئے؟ اس کی وضاحت ہوگئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں کرتے۔اس کی عبادت کی طرف توجہ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہیں۔گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر دلوں کی سختی کو دور کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے تو ذکر اس کی ایک اہم شرط ہے اور بہت بڑی شرط ہے۔ذِکر کیا ہے؟ اس کی مختلف شکلیں ہیں۔قرآن کریم کو بھی خدا تعالیٰ نے ذکر کہا ہے۔جیسا کہ فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی ہم نے ہی اس ذکر یعنی قرآن شریف کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے مطابق اس کی حفاظت فرمائی اور فرما رہا ہے

اور یہ آج تک اپنی اصلی حالت میں ہے اور رہے گا۔

اس آیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی بعثت کی طرف بھی اشارہ ہے جس کی خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے وضاحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام فرماتے ہیں کہ (یہ آیت) ''صاف بتلا رہی ہے کہ جب ایک قوم پیدا ہوگی کہ اس ذکر کو دنیا سے مٹانا چاہے گی تو اس وقت خدا آسمان سے اپنے کسی فرستادہ کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کرے گا''۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 حاشیہ صفحہ 267)

اب دنیا جانتی ہے کہ اس زمانہ میں یا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کا زمانہ تھا جب عیسائیوں نے دنیا پر ایک یلغار کی ہوئی تھی یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی جیسا کہ مَیں نے کہا لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے تھے اسلام کے خلاف ایک ایسی مہم تھی کہ افریقہ و ایشیا میں بڑی تیزی سے عیسائیت پھیلانے کی کوشش ہو رہی تھی۔ اس وقت اسلام کے دفاع کے لئے قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کے نُور سے بھر کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو کھڑا کیا جنہوں نے اسلام کا دفاع کیا۔ اور وہی لوگ جو افریقہ میں بھی اور ایشیا میں بھی عیسائیت کے پھیلنے کے خواب دیکھتے تھے دفاع پر مجبور ہو گئے بلکہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ آج بھی دیکھ لیں اسلام کے خلاف مختلف طبقوں سے ابال اٹھتا رہتا ہے۔ کبھی آنحضرت ﷺ کے متعلق بیہودہ گوئی کی جاتی ہے۔ کبھی اسلام کے بارہ میں کچھ کہا جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں ایک سیاسی پارٹی نے مسجد کے میناروں کے بارہ میں سوئٹزرلینڈ میں شور اٹھایا تھا۔ تو گو کہ رپورٹس یہی ہیں کہ جو ریفرنڈم میں حصہ لینے والے تھے ان کی اکثریت نے میناروں کے خلاف ووٹ ڈالا لیکن جو ملکی آبادی کی اکثریت تھی وہ اس کے خلاف تھی۔ انہوں نے حصہ نہیں لیا۔ بہر حال ریفرنڈم ہوا اور میناروں کے خلاف ایک قانون پاس ہو گیا۔ اور حکومت بھی اور بہت سارے دوسرے سیاسی لیڈر بھی اس بات پر شرمندہ ہیں بلکہ اس پر دوبارہ بحثیں چل پڑی ہیں کہ یہ ریفرنڈم کروانا ہی نہیں چاہئے تھا۔ کیوں ہوا؟ اب کیا کرنا چاہئے۔ بہر حال اس قسم کے جو لوگ ہیں، جو اسلام مخالف ہیں ان کی طرف سے کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔ اب بھی جماعت کے مخالفین، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے مخالفین، چاہے جتنا بھی یہ دعویٰ کریں کہ احمدیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے وہ یہ بات تسلیم کئے بغیر نہیں رہتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی ذات ہی تھی جس نے اس زمانہ میں اسلام کا دفاع کیا اور مسلمانوں کو عیسائیت کی گود میں گرنے سے بچایا۔ اس زمانہ کے بعض علماء نے تو یہ اعلان بڑا کھل کر کیا تھا۔ بے شک بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی مخالفت کی وجہ سے، اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے، یہ مخالف آپ کے دشمن ہو گئے۔ لیکن اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے مخالفین کے منہ سے یہ نکلوا دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اس وقت عیسائیت کا مقابلہ کر کے انہیں دوڑایا تھا۔ کیونکہ اس وقت کے جو مسلمان علماء تھے ان کو قرآن اور بائبل کا علم نہ تھا جبکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام یہ علم رکھتے تھے۔ ٹی وی پہ پروگرام بھی آچکا ہے ڈاکٹر اسرار الحق نے ایک دفعہ یہ کھل کے بات کی تھی۔ چاہے یہ مانیں یا نہ مانیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے علم قرآن اور خدا تعالیٰ کی آپ کے لئے تائیدات نے یہ کارنامہ آپ سے کروایا مگر حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام اور قرآن کی حفاظت کے لئے کھڑا کر کے دشمنوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کا ہی حصہ ہے جو آپ کو خدا تعالیٰ کے نُور، آنحضرت ﷺ کے نُور اور قرآن کریم کے نُور سے ملا کہ آپ کے علم کلام کی کوئی مثال آج کے دور میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ آپ کی تفاسیر ہی ہیں جو اَب ہر تفسیر پر حاوی ہیں۔

قرآن کریم کے ذکر ہونے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''قرآن کریم کا نام ذکر رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ انسان کی اندرونی شریعت یاد دلاتا ہے۔ ....قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں لایا بلکہ اس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔ حلم ہے، ایثار ہے، شجاعت ہے، جبر ہے، غضب ہے، قناعت ہے وغیرہ۔ غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اسے یاد دلایا جیسے فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ (الواقعہ:79)۔ یعنی صحیفہ فطرت نے کہ جو چھپی ہوئی کتاب تھی اور جس کو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس طرح اس کتاب کا نام ذکر بیان کیا تا کہ وہ پڑھی جاوے تو وہ اندرونی اور روحانی قوتوں اور اس نُور قلب کو جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے یاد دلاوے''۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 94 طبع اول۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 770 مطبوعہ ربوہ)

(یعنی یہ ''ذکر'' قرآن کریم پڑھو تو جو پاک فطرت ہیں ان کے دل کا جو نور ہے اس کو یہ نکال کر باہر رکھتا ہے ان کو یاد دلاتا ہے کہ یہ یہ احکامات ہیں۔ یہ تعلیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔ یہ بندوں کے حقوق ہیں جو تم نے ادا کرنے ہیں۔)

پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہلاکت ہے ان پر جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سخت ہیں یہ لوگ ان لوگوں کی طرح نہیں ہو سکتے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ یہ ذکر جو قرآن شریف کی صورت میں ہے اس کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ پس اس کو پڑھنا بہت ضروری ہے تا کہ اس کو پڑھنے سے انسان کی، ایک مومن کی نیک فطرت اس نُور سے منور ہو کر مزید روشن ہو اور صرف اپنے دل کو روشن کرنا ہی مقصد نہ ہو بلکہ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل ہے جو اصل میں حقیقی روشنی سے فائدہ اٹھانے والا بناتا ہے۔ ان احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو ایک نیک فطرت انسان کے لئے ضروری ہیں۔ جو ایک مومن کے لئے ضروری ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جس سے انسان کے اندر چھپی ہوئی قوتوں کو جلا ملتی ہے۔ جس سے روحانیت میں ترقی کے راستے متعین ہوتے ہیں۔ اگر عمل نہیں تو صرف علمی حالت اس ذکر سے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ غیر از جماعت مسلمان جو ہیں ان میں بڑے حفاظ ہیں۔ بڑے مقررین بھی ہیں، مفسرین بھی ہیں لیکن جب وہ اس پر اس طریق پر غور نہیں کر رہے جو زمانہ کے امام نے بتایا ہے تو یہ ایک ظاہری خول ہے جس سے وہ کچھ فائدہ نہیں پا سکتے۔ اِس تعلیم کی عملی حالت اُن تمام باتوں کو اپنے اندر سمیٹتی ہے جس سے حقوق اللہ کی ادائیگی بھی ہو رہی ہو اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہو رہی ہو۔ تبھی یہ جو ذکر ہے انسان کی زندگی میں روحانی، اخلاقی، علمی اور عملی معیاروں کو بلند کرنے کا باعث بنے گا۔ قرآن کریم جو سینکڑوں احکامات پر مشتمل ہے اس کا پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے ذہنوں اور زبانوں کو تازہ رکھنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان تمام باتوں پر عمل بھی کیا جائے جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔

عبادت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:15) کہ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کر۔ پس جہاں قرآن کریم سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک مکمل ایک ذکر ہے اور اس میں سینکڑوں نصیحتیں مومنوں کو کی گئی ہیں، احکامات دیئے گئے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم رکھنے کے لئے ایک بہت بڑا حکم نماز کا قیام ہے جسے مومنین کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام فرماتے ہیں کہ ''نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر ایک قسم کے ہمّ و غم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور اسی لئے فرمایا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد: آیت 29) اطمینان، سکینتِ قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اَور کوئی ذریعہ نہیں''۔ فرمایا کہ ''سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے''۔ (اکثر لوگ اب خطوں میں پوچھتے رہتے ہیں، کئی دفعہ مَیں جواب دے چکا ہوں اس لئے دوبارہ بتاتا ہوں) آپؑ نے فرمایا کہ ''سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے، اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:15)۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 311-310 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے سینہ کھولنے والے اور اس وجہ سے نُور پر قائم ہونے والے کی نشانی بتائی ہے وہ اس کا ذکر ہے۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے۔ اس کی عبادت ہے۔ اس کے احکامات کی پابندی ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر دل آہستہ آہستہ سخت ہوتے جاتے ہیں۔

اسلام قبول نہ کرنے والوں کے دلوں کی سختی کی بھی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کے دل خالی ہیں۔ پس ایک مومن کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز رکھے کہ لِذِکْرِیْ یعنی میرے ذکر کے لئے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رکھتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنا جائے۔ ہماری نمازیں خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں اور ہم اپنی نمازوں اور قیام نماز میں اس طرح باقاعدگی اختیار کرنے والے ہوں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کے ذکر میں حقیقی ذکر کرنے والوں کے نظارے قائم ہوتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہماری نسلوں کو بھی گمراہ ہونے سے بچائے اور ہم حقیقی نُور سے حصہ پانے والے ہوں۔

کل انشاء اللہ قادیان کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ آپ سب لوگ بھی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ ان شاملین کو بھی توفیق دے کہ وہ نمازوں کی باقاعدگی کے ساتھ ساتھ جلسہ کی کارروائی کے دوران بھی اور سڑکوں پر چلتے پھرتے بھی اپنی زبانوں کو خدا تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھنے والے ہوں۔ ان دنوں میں مسیح موعود کی اس بستی کو دعاؤں سے ایسا بھر دیں کہ ہر طرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش برستی نظر آئے۔ حمد اور دُرود سے فضا کو اس طرح بھر دیں کہ جو ہر شامل ہونے والے کو حقیقی نور کا حامل بنا دے۔ اس سے حصہ لینے والا بنا دے۔ دنیا کے احمدی بھی دعا کریں کہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ہر احمدی کو ہر شامل ہونے والے کو وہاں خدا تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ اپنی امان اور پناہ میں رکھے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 5؍نومبر 2009ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم عبد الرشید مغل صاحب** (کولئیر زوڈ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم 2؍نومبر کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی عمر 52 سال تھی۔ آپ کے دادا **حضرت ملک محمد جمال صاحب** (آف ترگڑی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ نیک، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ امۃ الرزاق صاحبہ (اہلیہ مکرم حاجی محمد اسحاق صاحب مرحوم۔ فیصل آباد)

25؍اکتوبر 2009ء کو فیصل آباد میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت نیک، ملنسار، منکسر المزاج، صلہ رحمی کرنے والی اور غریب پرور خاتون تھیں۔ گھر میں آنے والے تمام مہمانوں کی بہترین مہمان نوازی کرتیں۔ 1974ء میں آپ کے خاوند کے کاروبار پر غیر احمدی شراکت داروں نے ناجائز قبضہ کر لیا تھا۔ آپ کے خاوند اور تین بیٹے اسیرِ راہ مولا رہ چکے ہیں۔ تمام ابتلاؤں کو نہایت حوصلہ سے برداشت کیا اور تنگی ترشی ہر حال میں نہایت صابر و شاکر تھیں۔ بچوں کی نیک تربیت کی اور ان میں خدمتِ دین کا شوق پیدا کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 9 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ آسٹریا اور مکرم ملک امان اللہ صاحب مربی سلسلہ لاہور کی خوشدامن تھیں۔

(2) مکرمہ امۃ الحفیظ قمر صاحبہ (اہلیہ قمر اجنالوی صاحب مرحوم)

مرحومہ 29۔ اکتوبر 2009 کو جرمنی میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت قاضی حسن محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ آپ موصیہ تھیں اور بہت نیک، ہمدرد اور مخلص خاتون تھیں۔

(3) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم صوفی کریم بخش صاحب زیروی۔ ربوہ)

مرحومہ 28۔ ستمبر 2009 کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت قاضی حسن محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ نہایت مخلص، فدائی، صوم و صلوۃ کی پابند، مہمان نواز، دعاگو اور خلافت سے نہایت اخلاص و وفا کا تعلق رکھتی تھیں۔ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم حمید المحامد صاحب۔ اسلام آباد

مرحوم 18۔ اکتوبر 2009ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق قدیم مخلص احمدی بنگالی خاندان سے تھا۔ آپ نے اسلام آباد جماعت میں سیکرٹری تعلیم القرآن اور قاضی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جماعت اور خلافت سے والہانہ اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرم بشیر احمد صاحب دھرم کوٹی (ابن مکرم نواب دین صاحب۔ دارالعلوم غربی ربوہ)

مرحوم 27۔ جون 2009ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1945ء میں فرقان فورس میں شمولیت اختیار کی۔ قیام پاکستان کے بعد ابتدائی ایام میں حفاظت مرکز کی ڈیوٹی پر قادیان میں تعینات رہے۔ 1953ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے باڈی گارڈ کی حیثیت سے اور ریٹائرمنٹ کے بعد چند سال جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور پہریدار خدمت کی توفیق پائی۔

(6) مکرمہ نذیراں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالحمید چھینہ صاحب۔ سکاٹ لینڈ)

مرحومہ 18۔ اکتوبر 2009ء کو 64 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر گلاسگو ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بڑی صابر و شاکر اور سلسلہ سے محبت رکھنے والی مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ نماز کی پابندی کرنے والی اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے میاں کے ہمراہ مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعتی خدمت کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرم ڈاکٹر فضل احمد صاحب۔

مرحوم 20۔ ستمبر 2009ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تعلیم و تدریس کے شعبہ سے منسلک تھے۔ 5 سال تک نائیجیریا میں بھی بطور ٹیچر خدمت کی توفیق پائی۔ پاکستان میں اٹامک انرجی کے شعبہ میں چیف سائنٹفک آفیسر کے طور پر بھی کام کرتے رہیں۔ علاوہ ازیں آپ 6 کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ مرحوم نیک مخلص اور باوفا انسان تھے اور اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

✿✿✿✿✿✿

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 14؍ نومبر 2009ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ امۃ الکلثوم صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں احمد حسن صاحب**۔ ساؤتھ آل) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 10۔ نومبر کو لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ انتہائی نیک، ملنسار اور جماعت سے بے حد محبت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ حومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ منظور فاطمہ صاحبہ (آف چک نمبر 152 شمالی ضلع سرگودھا)

6۔ نومبر 2009 کو بقضائے الٰہی 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے چچا ملک نور محمد صاحب نے 1953ء میں جب احمدیت قبول کی تو آپ نے نہ صرف ان کا پورا ساتھ دیا بلکہ خود بھی احمدیت قبول کی۔ اپنے گاؤں میں صدر لجنہ کی حیثیت سے 35 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ انہیں خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حافظ احمد خان جوئیہ صاحب مربی سلسلہ (دفتر لوکل صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(2) مکرمہ سیدہ سعیدہ منظور صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمد منظور صاحب مرحوم۔ ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر)

مرحومہ 26۔ جولائی 2009 کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت نیک، بااخلاق اور نظام جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والی اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔

(3) مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ خالد پرویز صاحب۔ گجرات)

مرحومہ 8۔ جون 2009 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مالی تحریکات میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

✿✿✿✿✿✿

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 17؍نومبر 2009ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں دو حاضر جنازے پڑھائے۔

(1) مکرم میجر مبارک محمود صاحب (ابن مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

مرحوم 13 نومبر 2009ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نہایت دعاگو اور سلسلہ کے لئے غیرت رکھنے والے نیک وجود تھے۔ جلنگھم جماعت کے فعال رکن تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ فوج میں ملازمت کرتے رہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد پاکستان میں مختلف محکموں میں کام کے دوران مستحق نوجوانوں کو تربیت دی اور ملازمت دلانے میں ان کی مدد کی۔ چندوں میں باقاعدہ تھے اور فراخدلی سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم سید عبدالحئی شاہ صاحب (ناظر اشاعت ربوہ) کے ہم زلف تھے۔

(2) مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب (سابق ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

مرحوم 15۔ نومبر 2009 کو طویل علالت کے بعد 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ربوہ میں مجلس انصار اللہ مقامی کے تحت مختلف عہدوں پر کام کرنے کے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ناظم مہمان نوازی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت نیک، صوم و صلوۃ کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور اور خلافت سے بے انتہا عشق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 6 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم صباح الدین نجم صاحب (صدر جماعت بارکنگ) کے بڑے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومہ کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

مکرمہ شمیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم ڈاکٹر صادق احمد صاحب آف کنری)

مرحومہ 9 نومبر 2009ء کو امریکہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ نہایت نیک، بااخلاق، ملنسار، صوم و صلوۃ کی پابند اور جماعتی پروگراموں میں ہمیشہ شوق سے حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ مرحومہ معروف شاعر مکرم احمد مبارک صاحب کی والدہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

✿✿✿✿✿✿

تبدیلی عقیدہ پر تشدد کرنے کا الزام بے بنیاد اور جماعت احمدیہ کے خلاف ملک میں فتنہ پھیلانے کی سازش ہے۔

ایک ٹی وی چینل کے پروگرام میں عبدالرحمٰن نامی شخص کا نشر ہونے والا بیان انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ جماعت کے تیسرے خلیفہ کا اس نام کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ۔ سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ کی پریس ریلیز

ربوہ (پ ر) پاکستان کے ایک ٹی وی چینل ایکسپریس نیوز کے پروگرام پوائنٹ بلینک میں نشر ہونے والا عبدالرحمٰن نامی شخص کا انٹرویو انتہائی مضحکہ خیز اور جھوٹ کا پلندہ ہے اور حیرت ہے کہ پاکستان کی موجودہ صورتحال میں جبکہ ٹی وی چینلز اور اخبارات کو انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے جماعت احمدیہ کے خلاف اس طرح کی بے سروپا اور مضحکہ خیز خبر بغیر تحقیق کے کیوں نشر کی گئی اور پھر یہی خبر روزنامہ ایکسپریس نے بھی بغیر کسی تحقیق کے شائع کر دی۔ ترجمان جماعت احمدیہ مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ کے مطابق یہ خبر اور انٹرویو من گھڑت، جھوٹی خبر ہے اور جماعت کے خلاف ملک میں فتنہ پھیلانے کی سازش ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نامی شخص کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا پڑپوتا اور جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کا بیٹا ہے جبکہ ملک کا پڑھا لکھا طبقہ جس کو جماعت کے بارہ میں معمولی سی بھی معلومات ہیں وہ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے تین بیٹے مرزا انس احمد صاحب، مرزا فرید احمد صاحب اور مرزا القمان احمد صاحب ہیں جو سارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں۔ پھر عبدالرحمٰن نامی شخص کا دعویٰ اور اس کو ایک ٹی وی چینل کا نشر کرنا اور متعلقہ احباب سے قبل از پروگرام تصدیق کرنے کی زحمت نہ کرنا صحافتی ضابطہ اخلاق کے صریحاً منافی اور زرد صحافت کی بدترین مثال ہے۔ عبدالرحمٰن نامی شخص کا اپنا انٹرویو ہی اس کے موقف کی تردید کر رہا ہے لیکن نہ جانے کیوں ایک ذمہ دار ٹی وی چینل کو یہ چیزیں نظر نہ آئیں۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب نے کہا کہ ان کی جماعت عقیدہ کی تبدیلی پر تشدد کی قائل نہیں بلکہ جو لوگ عقیدہ بدلنے پر تشدد کرتے ہیں ان کی شدید مذمت کرتی ہے کیونکہ ہر کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس عقیدہ کو سچا سمجھتا ہے اس کو اختیار کرے۔ جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ احمدیت اختیار کرنے والوں کو ہمیشہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اور بعضوں کو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

ترجمان نے مزید کہا کہ عبدالرحمٰن نامی شخص کا بیان کسی گہری سازش کا نتیجہ لگتا ہے۔ میڈیا کو چاہئے کہ کسی بھی معاملے کو بغیر تحقیق نشر کرنے سے گریز کرے کیونکہ اس سے فتنہ پھیلانے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت ہمارے ملک کی جو صورتحال ہے اس میں تو بہت احتیاط اور سچائی کی ضرورت ہے۔ ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق ہم اس خبر کی بھرپور تردید اور مذمت کرتے ہیں۔

✿✿✿✿✿✿

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

میئر موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ جیسا مقدس وجود میرے لئے اور اس شہر کے لئے باعث صد افتخار ہے کہ حضور ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں۔19ویں صدی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مذہب اور دین دو الگ الگ چیزیں ہیں۔مَیں نے سوچا کہ کیا ایک میئر کے لئے یہ بات درست ہے کہ ایک مذہبی ادارے کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شریک ہو؟اس کا جواب مجھے ہاں میں دینا پڑا کیونکہ یہ بات آئین کا حصہ ہے کہ ہم سب مل کر دینی رواداری کے لئے کوشش کریں۔مذہبی آزادی ایک اہم موضوع ہے۔اس لئے مسجد بنانے میں بھی ہم نے آپ کی بھرپور مدد کی۔ بطور میئر مَیں نے اس میں اپنا حصہ ڈالا اور مزید ڈالنا چاہتا ہوں۔

آپ کا موٹو ہے ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ہمارا فرض ہے کہ ہم سب کو بتائیں کہ اسلام ایک نہایت امن پسند مذہب ہے۔

میئر نے کہا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ تقریر کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ عمل کرنا بھی ضروری ہے۔اور دراصل اس ادارے کی تعمیر ایک خاص عمل ہے جس سے معاشرے میں رواداری پیدا کرنے میں مدد حاصل ہوگی۔اس شہر میں George Buchner جیسا عظیم رائٹر پیدا ہوا۔اس کا بھی یہی نظریہ تھا کہ حقیقی امن صرف تب ممکن ہے جب ہم ہر ایک کو اس کا وہ حق دیں جو ہر ایک انسان کا بنیادی حق ہوتا ہے‘‘۔

ان دونوں ایڈریسز کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔حضور انور کا یہ خطاب بارہ بج کر 45منٹ پر شروع ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا متن

تشہد وتعوذ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’الحمد للہ کہ آج اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ جرمنی کو یہ توفیق عطا فرما رہا ہے کہ جامعات احمدیہ کے اجراء کا جو سلسلہ دنیا میں شروع ہوا ہے اس میں گو کہ جماعت جرمنی گزشتہ سال شامل ہو چکی ہے لیکن عمارت بنانے کی توفیق اس کو اس سال مل رہی ہے۔اور آج انشاء اللہ اس کی بنیاد رکھی جائے گی۔

امیر صاحب نے اپنی تقریر میں مختصر تقریر میں جامعہ کے قیام کے مقصد کو کہ کیوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فکر پیدا ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمیں علماء تیار کرنے چاہئیں۔اس کے لئے مدرسہ اور جامعہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ وہ مقصد ہے جو ہمارے جامعہ کے طلباء اپنے ذہن میں رکھتے ہیں کہ یہ نمونہ، یہ اسوہ ان کے سامنے قائم کیا گیا جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیا،حضرت مولانا برہان الدین جہلمی صاحبؓ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ۔اس بات کو تو بہرحال جب جامعہ احمدیہ کا افتتاح ہوا ہے اس وقت مَیں نے طلباء کو کہا تھا کہ اپنے سامنے رکھیں۔ یہ وہ دور ہے جس میں علم کا بھی معیار قائم کیا گیا ان دو بزرگوں کی طرف سے اور وفا اور اخلاص اور تکلیفیں برداشت کرنے کا بھی ایک معیار قائم کیا گیا ان دو بزرگوں کی طرف سے۔ اس وقت تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ان دونوں کے آپ واقعات پڑھیں تو آپ کو پتہ لگ جائے گا۔

اب مَیں آتا ہوں اس شہر کی دو اہم شخصیات (کی طرف) جو یہاں تشریف لائیں۔ ان میں سے ایک کمشنر صاحب Mr. Will اور دوسرے میئر ہیں اس علاقہ کے Mr. Kummer۔ان کا مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہ صرف یہاں ہمیں جامعہ کی تعمیر کی اجازت دی بلکہ آج کے اس دن اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے بھی تشریف لائے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔

امیر صاحب نے بھی ذکر کیا ہے اور انہوں نے بھی مختصر اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے کہ طلباء جامعہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو آگے پہنچانے والے ہوں اور انہوں نے (یہ شاید کمشنر صاحب نے ذکر کیا) کہ جامعہ احمدیہ اس علاقہ میں ایک دینی مدرسہ جو قائم ہو رہا ہے،آپ کو آزادی سے اپنی دینی تعلیم حاصل کرنے اور اس ماحول میں رہنے کا موقع اس جگہ میسّر آئے گا۔لیکن ایک بات مَیں واضح کرنا چاہتا ہوں تلاوت کے حوالہ سے بھی،تلاوت جو کی گئی ہے اس میں دو باتیں جو بیان کی گئیں یا سامنے رکھی گئیں بڑی اہم باتیں ہیں کہ ہمارے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھا کر دیا، نہیں تو تم لوگ آگ کے گڑھے میں گرنے والے تھے اور تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی کی اور تم لوگ وہ ہو جو بھلائی کی طرف بلانے والے ہو۔خیر کی طرف بلانے والے ہو اور نیکیوں کا حکم دینے والے ہو اور برائیوں سے روکنے والے ہو اور یہی لوگ ہیں جو فلاح چاہتے ہیں۔ یہ تو ایک چیز ہے جو اپنے اندر بھی آپ نے رائج کرنی ہے۔آپس میں محبت و پیار پیدا کرنا یہ ہر احمدی کا فرض ہے۔قطع نظر اس کے کہ اس نے دینی تعلیم حاصل کی کہ نہیں ۔ ہر احمدی جو کسی بھی جگہ رہتا ہے وہ آپس میں محبت و پیار کو فروغ دینے والا اور بھلائی کی طرف بلانے والا ہے اور بھلائی کی تلقین کرنے والا ہے اور ہونا چاہئے۔لیکن طلباء جامعہ احمدیہ جو ہیں،خاص طور پر اس بات کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اس بات کی تعلیم ان کو دی جاتی ہے کہ جو دینی علم انہوں نے حاصل کیا ہے اس کو صرف علم کی حد تک اپنے دماغ میں نہ رکھیں بلکہ جو قرآن ، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا علم حاصل کریں ،اس کو پھر حقیقی رنگ میں بھلائیوں کے پھیلانے اور آپس میں محبت اور بھائی چارے کی تلقین کرنے کے لئے استعمال میں لائیں۔اور وہ اُسی وقت ہوگا جب خود بھی وہ اس پر عمل کرتے رہے ہوں گے ۔ یہ تو ہے ایک اندرونی تربیت جو عام طور پر ہر احمدی اور خاص طور پر جامعہ احمدیہ کے طلباء کا فرض ہے۔

دوسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ تم وہ اُمّت ہو،خیر اُمّت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے نکالی گئی ہے۔ایک دوسری جگہ بیان فرمایا اس کا ایک اور مطلب یہ بھی ہے کہ دو کام ہیں اہم، جو دینی جماعت کے کرنے والے ہوتے ہیں۔ایک آپس میں محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنا ،نیکیوں کی تلقین کرنا اور اپنے ماحول میں حسن سلوک سے رہنا۔

دوسرے علاوہ جماعت کے اپنے معاشرے میں اس کو لاگو کرنا۔ پھر یہ ہے کہ اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانا جو کہ بھلائی کا پیغام ہے اسے ہم نے حاصل کیا ہے،سیکھا ہے اس علم کو اور اب ہم آپ تک پہنچا رہے ہیں۔تو یہ دو مقصد ہیں جو جامعہ احمدیہ کے طلباء کو اپنے سامنے رکھنے چاہئیں اور اس بات کو ثابت کرنا ہے آپ نے اس علاقہ کے لوگوں کو جیسا کہ میئر صاحب نے بھی حسن ظن رکھا ہے اور کمشنر صاحب نے بھی کہ یہ دو کام ہیں جو ہم نے کرنے ہیں ۔ آپس میں ہم اس طرح رہیں گے تب یہ احساس نہیں ہوگا۔ کیونکہ اداروں میں، سکولوں میں ،انسٹی ٹیوشنز میں نوجوانوں میں بعض دفعہ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو معاشرے کے ماحول میں بدمزگی پیدا کرتی ہیں۔آپس میں لڑائیاں بھی ہوتی ہیں لیکن یہاں آپ لوگ وہ لوگ ہیں ، وہ کریم ہیں جماعت احمدیہ کی یا آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کریم بنیں جماعت احمدیہ کی ،وہ معیار حاصل کرنے والے بنیں جن کا ان چیزوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ پیار اور محبت اور جب آپ سڑکوں پر جا رہے ہوں ،ظاہر ہے سارا دن آپ نے ، ہر وقت آپ نے جامعہ کے اندر تو نہیں رہنا ، باہر بھی جائیں گے ،بازار بھی جائیں گے ،گلیوں میں بھی پھریں گے ،سڑکوں پر بھی پھریں گے۔ایک دوسرے سے اردگرد کے ماحول میں آپ کا رابطہ بھی ہوگا وہاں ہر ایک پہ یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو بھلائی پھیلانے والے اور آپس میں محبت اور پیار سے رہنے والے لوگ ہیں ۔ آپس میں جا رہے ہوں تو پتہ لگے اس علاقہ کے لوگوں کو،جس طرح انہوں نے کہا کہ سو(100) سے زیادہ قومیتوں کے لوگ یہاں رہتے ہیں ،مختلف قسم کے لوگ یہاں رہتے ہیں ان کو یہ احساس ہو کہ یہ لوگ جو آئے ہیں اس علاقہ میں نئے طلباء جامعہ احمدیہ ،گو کہ احمدی یہاں پہلے سے موجود ہیں لیکن یہ طلباء اس ادارے میں پڑھنے کے لئے آئے ہیں جو جماعت احمدیہ نے قائم کیا ہے۔اس کا مقصد اسلام کی تعلیم کو ان طلباء میں داخل کر کے ،اس کے نور سے بھر کے اس کو پھر آگے پھیلانا ہے۔ان لوگوں کے اپنے کردار جو ہیں ایسے اعلیٰ ہیں کہ ان کو دیکھ کر ہمیں جو شہر کے رہنے والے دوسرے لوگ ہیں ان کو بھی نمونہ حاصل کرنا چاہئے۔ یہ نوجوان لڑکے جو اٹھارہ انیس سال سے بیس بائیس سال تک کی عمر کے ہیں یہ ایسے وجود ہیں ،ایسے لوگ ہیں جن میں سے پیار ومحبت اور بھائی چارہ ٹپک رہا ہے ۔ نہ صرف اپنے لئے بلکہ غیروں کے لئے بھی۔ نہ صرف ان کو نکالا گیا ہے اپنی بھلائی کے لئے بلکہ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کہا گیا ہے۔ تمہیں لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ احساس ہو جائے اس معاشرے میں ،اس علاقہ میں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں معاشرے کی بھلائی کے لئے ،انسانیت کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ۔اور یہ احساس پیدا ہوگا تبھی آپ لوگ جنہوں نے وقف کیا ہے ،اس بات کے لئے وقف کیا ہے کہ جامعہ میں تعلیم حاصل کریں ،تربیت کا کام انجام دے سکتے ہیں ۔محبت اور بھائی چارہ کی فضا بھی پیدا کر سکتے ہیں اور جو سب سے اہم کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا میں پہنچانا، اس کو بھی سرانجام دے سکیں گے ۔تبلیغ کا کام بھی انجام دے سکیں گے۔

دو کام جو جامعہ کے طلباء کو خاص طور پر مدنظر رکھنے چاہئیں ۔عمومی طور پر ہر احمدی کو اور خاص طور پر جامعہ کے طلباء کو ایک تربیت دوسرے تبلیغ اور وہ اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب خود اپنی تربیت ٹھیک ہوگی ۔اور جب خود اپنے اوپر وہ تعلیم لاگو کریں جس کو دیکھ کر دوسروں کو بھی آپ کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور آپ کے لئے تبلیغ کے راستے آسان ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ جامعہ جس کی آج بنیاد رکھی جائے گی اس کی تعمیر بھی جلد ہو اور آپ لوگوں کو یہاں آکر پڑھنے اور اس ماحول میں اسلام کا نور پھیلانے کی توفیق عطا ہو‘‘۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لے گئے۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کی تعمیر کے لئے مسجد بیت العزیز کے ساتھ والا قطعہ زمین حاصل کیا گیا ہے ۔ پلاٹ کا رقبہ 6500 مربع میٹر ہے جس میں سے قریباً 1253 مربع میٹر پر جامعہ کی عمارت تعمیر ہوگی اور اس کے علاوہ 28 کمروں پر مشتمل تین منزلہ ہوسٹل تعمیر کیا جائے گا جس میں 100 سے زائد طلباء کے لئے رہائش کی گنجائش ہوگی اور اساتذہ کے لئے دو رہائشی مکان بھی تعمیر کئے جائیں گے۔جامعہ میں سات کلاس رومز ،ایک ہال ،لائبریری ،لینگوئج لیب،ریسرچ اینڈ کمپیوٹر روم ، سٹاف روم اور ایک کینٹین وغیرہ بھی تعمیر کئے جائیں گے۔

جامعہ کے یہ نقشہ جات اور ڈرائینگز بڑے بورڈ پر آویزاں کئے گئے تھے ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ نقشہ جات ملاحظہ فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ جرمنی کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔اور پہلی اینٹ نصب فرمائی ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے اینٹ نصب فرمائی۔

بعد ازاں درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی ،مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن،مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن،مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری ،مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی، میئر آف سٹی، مکرم ڈاکٹر محمود طاہر صاحب نائب امیر جرمنی، مکرم شمشاد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی،مکرم لئیق احمد منیر صاحب مبلغ جرمنی،مکرم مقصود احمد علوی صاحب لوکل معلم Riedstadt،مکرم محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو، مکرم عدیل عباسی صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری،عبدالرحمٰن مبشر صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی،مکرمہ امۃ الحئی احمد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی،مکرمہ مسز مبشرہ الیاس صاحبہ آرکیٹیکٹ ،مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب لوکل امیر Riedstadt اور مکرم منیب احمد صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ جرمنی۔

سنگ بنیاد کی اس تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی ۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ مارکی میں واپس تشریف لے آئے جہاں اس موقعہ پر شامل ہونے والے تمام مہمان حضرات

اوراحباب جماعت کے لئے بڑے وسیع پیمانہ پر ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔حضور انور احباب کے ساتھ 25 منٹ تک تشریف فرما رہے اور چائے نوش فرمائی۔بعدازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

ناصر باغ کے لئے روانگی

دوپہر ایک بج کر 35 منٹ پر یہاں سے ''ناصر باغ'' کے لئے روانگی ہوئی۔راستہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے مکرم سید اقبال شاہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور اہل خانہ کی درخواست پر ان کے بیمار اور معذور بیٹے کے لئے دعا کی۔جب حضور انور باہر تشریف لائے تو دو گھر چھوڑ کر ایک مخلص احمدی دوست مکرم عبدالسمیع عارف صاحب اور ان کی فیملی اپنے گھر سے باہر کھڑی تھی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت انہیں شرف مصافحہ سے نوازا اور کچھ وقت کے لئے ان کے گھر بھی تشریف لے گئے اور ان دونوں گھروں کو برکت بخشی۔ان دونوں گھروں کے مکین اپنی خوش نصیبی پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔یہ چند منٹ کی مبارک گھڑیاں ان کے لئے سرمایہ حیات بن گئیں۔اللہ یہ سعادت ان کے لئے مبارک کرے۔

ایک احمدی بچی جو سکول سے اپنے گھر جارہی تھی اسی گلی سے گزرتے ہوئے حضور انور کے قافلہ اور گاڑیوں کو دیکھ کر کھڑی ہوگئی۔اس بچی نے حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل کی اور دعائیں لیں۔حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے اس بچی کو پیار کیا اور اپنے ساتھ لگایا۔یوں راہ چلتے ہوئے یہ خوش قسمت بچی ڈھیروں دعائیں اور انمٹ یادیں لئے ہوئے اپنے گھر لوٹی۔

یہاں سے روانہ ہونے کے بعد دو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ناصر باغ تشریف آوری ہوئی جہاں لوکل امارت گروس گیراؤ اور اردگرد کی جماعتوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔احباب نے فلک شگاف نعرے بلند کئے اور بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ نظمیں پڑھیں اور گیت گائے ۔ ہر چھوٹا بڑا ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی عقیدت وفدائیت کا اظہار کررہا تھا۔ایک طفل سید عاشر احمد شاہ نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے ۔ ایک بچی عزیزہ عائشہ عزیز بھٹی نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

80ء کی دہائی میں ناصر باغ (گروس گیراؤ) جماعت احمدیہ جرمنی کا مرکزی سینٹر رہا ہے ۔ جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات یہیں ہوتے تھے ۔بعد میں جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جماعت کا نیا سینٹر 'بیت السبوح' اور جلسہ گاہ کے لئے بہت بڑی جگہیں لی گئیں۔اب یہ لوکل امارت گروس گیراؤ کا سینٹر ہے۔

منارة المسیح (گروس گیراؤ) کا افتتاح

جماعت نے یہاں منارة المسیح (قادیان) کی طرز پر ایک منارہ تعمیر کرنے کی توفیق پائی ہے۔اس منارہ کی اونچائی قریباً ساڑھے آٹھ میٹر ہے۔ 2007ء میں اس کی تعمیر کی اجازت ملی۔اپریل 2008ء میں اس کی تعمیر شروع ہوئی۔اس منارہ کی تعمیر سفید ماربل سے ہوئی ہے جو کہ اٹلی کی ایک فرم نے مہیا کیا ہے۔اس منارہ کی تعمیر پر قریباً 75 ہزار یورو خرچ آیا جو ایک مخلص احمدی نے ادا کیا ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربن کاٹ کر اس منارہ کا افتتاح فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ منارہ کے اوپر لاؤڈ سپیکر بھی لگائیں ۔بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت مشن کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے جہاں مکرم لئیق احمد منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی کی فیملی رہائش پذیر ہے۔

گروس گیراؤ لائبریری کا افتتاح

ناصر باغ میں لوکل امارت گروس گیراؤ نے اپنی لائبریری قائم کی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس لائبریری کا بھی افتتاح فرمایا اور لائبریری کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جماعت نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جلدیں شائع کی ہیں وہ بھی منگوا کر اپنی لائبریری میں رکھوائیں۔ نیز روحانی خزائن کی جو نئے سیٹ اَپ کے ساتھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں وہ بھی رکھیں۔قادیان سے کتب شائع ہوئی ہیں ان سے فہرست منگوائیں اور پھر کتب منگوا کر رکھیں ۔اسی طرح لندن سے بھی کتب حاصل کریں۔

جرمن زبان کے حصہ کا معائنہ کرتے ہوئے حضور انور نے دریافت فرمایا کتاب شرائط بیعت یہاں ہے؟ حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس کتاب کا جرمن ترجمہ ہو چکا ہے۔فرمایا تو منگوا کر یہاں رکھیں اور شعبہ اشاعت کو توجہ دلائیں کہ وہ آپ کو مہیا کریں۔

ناصر باغ سے اڑھائی بجے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ بیت السبوح فرنکفرٹ کے لئے روانہ ہوا۔ دوپہر تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت Limburg جرمنی کی ممبر محترمہ عائشہ بشریٰ ناہید صاحبہ اہلیہ مکرم فیروز مبارک صاحب آف ربوہ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔مرحومہ نے ایک روز قبل وفات پائی تھی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر مسجد بیت الفتوح میں جمع کرکے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پانچ بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج جرمنی کی جماعتوں ورس برگ، کاسل اور فرینکفرٹ کی 21 فیملیز کے 102 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ہر فیملی نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔حضور انور نے ازراہ شفقت بڑی عمر کے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام چھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ میٹنگ روم میں تشریف لے گئے جہاں نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی ۔حضور انور نے دعا کروائی اور باری باری تمام قائدین سے ان کے شعبوں اور کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

معاون صدر سے ان کے سپرد کام کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا۔معاون صدر صاحب نے بتایا کہ صدر صاحب جو کام سپرد کرتے ہیں اس کی ہم تعمیل کرتے ہیں۔

قائد عمومی سے حضور انور نے مجالس کی تعداد، چھوٹی اور بڑی مجالس کی تعداد اور ان میں شامل انصار کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ انصار کی مجالس کی تعداد 236 ہے جن میں سے 40 مجالس ایسی ہیں جن کی انصار کی تجنید 20 تک ہے اور جو باقی مجالس ہیں ان کی انصار کی تجنید 20 سے زائد ہے۔

قائد عمومی نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ وہ روزانہ دس گھنٹے دفتر میں بیٹھتے ہیں اور روزانہ کی ڈاک میں دوصد سے زائد خطوط کا جواب دیا جاتا ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہم نے سو فیصد مجالس سے ماہانہ رپورٹ حاصل کی ہیں ۔ حضور انور کی خدمت میں رپورٹس کی وصولی کا چارٹ پیش کیا گیا۔حضور انور نے یہ چارٹ ملاحظہ فرمانے کے بعد بتایا کہ مئی، جون اور جولائی میں آپ نے سو فیصد رپورٹس حاصل کی تھیں جبکہ بعد کے ماہ میں کچھ کمی آئی ہے۔ بہرحال آپ کی اچھی رپورٹ ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو رپورٹ آپ کو موصول ہوئی تھیں تو ان رپورٹس پر جواب کون دیتا ہے۔ قائد عمومی صاحب نے بتایا کہ جملہ قائدین اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹ پر جواب دیتے ہیں اور قائدین کے جوابات اور تبصرے صدر مجلس کی نظر سے گزرتے ہیں؟

صدر مجلس نے بتایا کہ وہ رپورٹس پر قائدین کی رہنمائی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ یہ جواب دیں اور اس طرح لکھیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ قائدین کو خود جواب دینے دیں۔خود کام کرنا اتنا اہم نہیں ہے جتنا کام کروانا اہم ہے۔

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی سے حضور انور نے وقف عارضی کے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ وقف عارضی کے پروگرام پر توجہ نہیں ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے مجلس انصاراللہ یوکے پر اپنے خطاب میں انصاراللہ کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ وقف عارضی میں حصہ لیں اور باقاعدہ پروگرام بنا کر سکیم بنا کر وقف عارضی کریں ۔ یہ خطاب ایم ٹی اے پر نشر ہو چکا ہے۔ آپ نے سنا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ **جب مَیں ایک بات کسی مجلس انصاراللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے۔ جو اچھی مجالس ہیں وہ اخبارات میں شائع ہونے والی رپورٹس سے ہدایات لیتی ہیں اور ان پر عمل کرتی ہیں۔ اپنے پروگرام بناتی ہیں اور پھر مجھے لکھتی ہیں کہ فلاں ملک کی مجلس عاملہ انصاراللہ کو جو ہدایات دی تھیں وہ ہم نے لی ہیں اور پروگرام بنا کر ان پر عمل کیا ہے۔**

قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ سہ ماہی نصاب دیا جاتا ہے۔ایک حدیث بھی دی جاتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا ایک حدیث تین ماہ کے لئے کافی نہیں۔ ارذل العمر والے کے لئے تو ایک حدیث تین ماہ میں ہو سکتی ہے۔جو صف دوم کے ہیں ان کے لئے زیادہ نصاب ہونا چاہئے ۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی چھوٹی کتاب مقرر کرلیں اور وہ ان کو دیں اور پھر اس کا امتحان لیں۔

صدر مجلس نے بتایا کہ مجالس کو مقالہ ''ہستی باری تعالیٰ'' کے عنوان پر دیا ہوا ہے۔نیز مختلف عناوین پر صاحب علم لوگوں سے تقاریر تیار کروائی جاتی ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ تقریریں کروا کر سوال و جواب کروائیں پھر فائدہ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا جو انصار فارغ ہیں ان کو تبلیغ کے لئے استعمال کریں، ان سے کام لیں۔ جو جماعتیں آپ کی Active ہیں وہ آپ کو بے تحاشا لوگوں کی فہرستیں مہیا کرسکتی ہیں۔تبلیغ میں سب کو Active کرنا پڑے گا تب جا کر کام ہوگا۔

حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ 24 تبلیغی مجالس کروائی گئی ہیں جن میں 684 افراد شامل ہوئے ۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ان مجالس سے جو استفادہ کیا اس سے آگے کیا فائدہ اٹھایا۔ ان لوگوں سے بعد میں رابطہ رکھنا چاہئے۔Follow Up کا سلسلہ ہونا چاہئے۔

قائد تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وہ انصار جو مسجد کے نزدیک نہیں رہتے اور اسی طرح وہ انصار جو رابطہ نہیں رکھتے ان کا جائزہ لیا جائے۔ کوشش کا کیا نتیجہ نکلا ۔کیا آپ اس سے مطمئن ہیں ۔ قائد تربیت نے بتایا کہ آہستہ آہستہ نتیجہ نکل رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ تین سال سے آپ کوشش کر رہے ہیں۔ 36 مہینے گزر گئے ۔ تین سال پہلے کیا حالت تھی، اب کیا حالت ہے؟

قائد صاحب نے بتایا کہ میرے پاس اب ذمہ داری آئی ہے۔حضور انور نے فرمایا اب ذمہ داری کا آنا کوئی بہانہ نہیں ہے۔اصل میں یہ ہے کہ شعبہ تربیت نے کام کیا ہے۔ **جو بھی سابقہ قائد ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے شعبہ کی رپورٹ مکمل کر کے جائے تا کہ آئندہ آنے والا اس کام کو آگے بڑھائے ۔** ہر قائد یہ سوچ کر کہ مَیں ایک سال کے لئے قائد ہوں اس نہج پر کام کروں، اس نہج پر چلا جاؤں کہ آئندہ آنے والا قائد اس سے فائدہ اٹھائے اور آگے کام بڑھا سکے تب ہی فائدہ ہوگا ورنہ نیا آنے والا پھر صفر سے کام شروع کرتا ہے۔

قائد ایثار نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ نئے سال کے شروع میں جو وقارعمل ہوتا ہے اس میں ہم شامل ہوتے ہیں ۔ پھر بوڑھے لوگوں کے ہوسٹلز میں بھی وزٹ کیا جاتا ہے اور اسی طرح مختلف شہروں میں پودے لگائے جاتے ہیں۔ہم نے سب شہروں میں شجرکاری کی ہے۔حضور انور نے فرمایا یہاں ایک پودا لگائیں تو بہت سراہا جاتا ہے اس لئے اگر پچاس، سو (100) لگائیں گے تو شور پڑ جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا آپ ان کو کہیں کہ ہمیں کوئی گلی دو ہم آپ کو پچاس، سو (100) پودے لگا دیں گے۔ جنگل میں خاص ایریا ہوتا ہے وہ لیا جا سکتا ہے یا پارک وغیرہ کا کوئی حصہ لے لیں کہ ہم یہاں پودے لگائیں گے اور اس کی دیکھ بھال کریں گے ۔اس سے آپ کا

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ملّی خدمات

عرب ممالک میں استعماری قوتوں کا اثر روکنے کی کوشش

صوبہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کی حفاظت کے لئے کاوشیں

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ربوہ)

حضرت مصلح موعودؓ کی ملی خدمات کا دائرہ بہت پھیلا ہوا ہے۔ان کا تعلق ہندوستان کے مسلمانوں کے حقوق کے لئے جدو جہد سے بھی ہے،مسلمان ممالک کو غیروں کے تسلط سے بچانے سے بھی ہے،مسلمان ممالک کے قدرتی وسائل کی حفاظت سے بھی ہے،جنگِ عظیم کے دوران ان کی راہنمائی سے بھی ہے تاکہ وہ غیروں کے ہاتھوں میں آلہ کار نہ بنیں،عراق سے بھی ہے اور ترکی کے حقوق سے بھی ہے،انڈونیشیا اور فلسطینیوں کی جدوجہدِ آزادی سے بھی ہے۔ہم نے ان میں سے کچھ ملّی خدمات کا ذکر اس مضمون میں کیا ہے۔

ایک قائد اور حقیقی خیر خواہ کسی قوم کی سب سے بڑی خدمت یہ کرسکتا ہے کہ وہ ان معاملات پر گہری نظر رکھے جو اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔اور ان کا صحیح اور حقیقت پسندانہ تجزیہ قوم کے سامنے پیش کرے اور پھر ان کی راہنمائی کرے کہ ان حالات میں انہیں کیا کرنا چاہئے، انہیں کیا خطرات پیش آسکتے ہیں اور ان کے سدِ باب کے لئے انہیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں۔ ایک حقیقی ناصح تو وہی ہے جو کہ اس وقت حالات کا صحیح تجزیہ کرے جب کہ اکثر حقائق پردہ اخفاء میں ہوں یا ابھی تمام نتائج سامنے نہ آئے ہوں۔اور پھر وہ اس تجزیہ کی روشنی میں قوم کی صحیح راہنمائی کرے۔

مندرجہ بالا معاملات میں ،جن کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے راہنمائی فرمائی تھی،ان کے بارے میں بہت سے حقائق جو کہ اس وقت لوگوں کے علم میں نہیں تھے اب منظر عام پر آچکے ہیں۔اور بہت سے اقدامات جو اس وقت کئے گئے تھے ان کے نتائج بھی دنیا نے دیکھ لئے ہیں۔اب اگر کوئی شخص غیر جانبدار ہوکر تحقیق کرنے بیٹھے گا تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ صحیح اور بر وقت راہنمائی وہی تھی جو اس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی تھی۔اگر اس وقت اس راہنمائی پر عمل کیا گیا تو اس کا فائدہ اُٹھایا گیا۔اگر ان پر عمل نہیں کیا گیا تو اس کا نقصان اُٹھانا پڑا۔اور جہاں تک عملی خدمت کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؓ کی قیادت میں جماعتِ احمدیہ سب سے پیش پیش رہی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ذہانت کوئی عام دنیاوی ذہانت نہیں تھی۔آپ کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دے دی تھی کہ پیدا ہونے والا موعود بیٹا سخت ذکی اور فہیم ہوگا۔اور دنیاوی معاملات میں بھی دنیا نے اس اعجازی ذہانت کے نظارے دیکھے۔اور دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے بارہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی اس طرح راہنمائی فرماتا تھا کہ آپ اس وقت صحیح نتائج پر پہنچ جاتے تھے جب کہ دنیا کے ذہین ترین افراد بھی ان پر پہنچنے سے قاصر ہوتے تھے۔ہم تاریخ کے چند واقعات کا اس زاویہ سے جائزہ لیں گے۔

عرب ممالک میں استعماری قوتوں کا اثر روکنے کی کوشش

پہلی جنگ عظیم کے دور میں بلکہ اب تک استعماری قوتوں کا یہ طریقہ ہے کہ ان کے مختلف سربراہان مملکت کو اور مختلف مملکتوں کو مالی مدد دی جاتی ہے اور ان سے اپنی باتیں منوائی جاتیں اور اس طرح اپنے مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔لیکن اس عمل سے ان غریب ممالک اور ریاستوں کی آزادی متاثر ہوتی ہے اور ان کے مفادات پر منفی اثر پڑتا ہے۔لیکن یہ مسئلہ اس وقت اور زیادہ نازک ہوجاتا ہے جب اس مالی مدد کے ذریعہ وہ ان ممالک میں اپنا اثر پیدا کررہے ہوتے ہیں۔

جہاں پر مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں یا یہ ممالک مقاماتِ مقدسہ کے قریب واقعہ ہوں۔ لارڈ چیمسفورڈ جب وائسرائے تھے (وہ 1916ء سے 1921ء تک وائسرائے رہے) یہ خبریں پھیلنی شروع ہوئیں کہ انگریز حکومت عرب رؤساء کو بھاری رقوم دے کر اپنے مفادات حاصل کر رہی ہے تو ہندوستان کے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوا۔اور ملک میں شور پڑ گیا۔وائسرائے نے بیان دیا کہ ہم عرب رؤساء کو رقوم نہیں دے رہے اور مسلمان مطمئن ہوکر بیٹھ گئے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی خداداد فراست ہر معاملہ کا مکمل طور پر جائزہ لیتی تھی۔اس وقت حقائق پورے طرح منظرِ عام پر تو نہیں آئے تھے لیکن آپ نے اپنے طور پر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ گو ہندوستان کی حکومت تو عرب رؤساء کو مدد نہیں دے رہی تھی لیکن انگلستان کی حکومت عرب رؤساء کو وظیفہ دے رہی تھی۔ ان میں اس وقت نجد کے سعودی حکمران عبد العزیز اور شریف مکہ کو حکومتِ برطانیہ رقوم مہیا کر رہی تھی۔حضور نے اس پر لارڈ چیمسفورڈ کو خط لکھا کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے لیکن حقیقت میں یہ بات صحیح نہیں ہے اور ابنِ سعود اور شریف حسین (اس وقت شریف حسین حجاز پر حاکم تھے) کو مدد مل رہی ہے اور مسلمان عرب پر انگریز کا تسلّط کسی قیمت پر پسند نہیں کرسکتے۔حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کے وائسرائے تھے مسلمانوں میں شور پیدا ہوا کہ انگریز بعض عرب رؤساء کو مالی مدد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ یہ شور جب زیادہ بلند ہوا تو حکومتِ ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم عرب رؤساء کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمان اس پر خوش ہو گئے کہ چلو خبر کی تردید ہوگئی۔لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب رؤساء کو مالی مدد نہیں دیتی مگر حکومتِ برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابنِ سعود کو ملا کرتے تھے اور کچھ رقم شریف حسین کو ملتی تھی۔جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں۔کیونکہ حکومتِ برطانیہ کی طرف سے ابنِ سعود اور شریف حسین کو اس قدر مالی مدد ملتی ہے۔اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کر سکتے۔ان کے جواب میں مجھے خط آیا(وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے۔ ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ حکومتِ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ عرب کو اپنے زیرِ اثر لائے۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 16 صفحہ 549)

اب اتنی دہائیاں گزرنے کے بعد جب کہ تمام حقائق منظر عام پر آچکے ہیں، ان حقائق کا جائزہ لینا مناسب ہوگا۔

1915ء میں سعودی فرمانروا عبدالعزیز کی ملاقات سلطنتِ برطانیہ کے نمائندہ Percy Cox سے ہوئی۔ اس وقت عبدالعزیز نجد کے حکمران تھے اور حجاز میں جہاں پر مکّہ اور مدینہ منورہ واقعہ ہیں شریف مکہ کی حکومت تھی۔اور اس کے نتیجہ میں ایک معاہدہ ہوا۔اس معاہدہ کی رو سے نجد کی ریاست کو سلطنتِ برطانیہ کے ماتحت Protectoroate بنا دیا گیا۔اور یہ طے ہوا کہ عبدالعزیز ابنِ سعود کی حکومت کسی بیرونی حکومت سے براہِ راست رابطہ نہیں کرے گی۔کسی ایسے شخص کو ولی عہد نہیں مقرر کیا جائے گا جو سلطنتِ برطانیہ کے خلاف جذبات رکھتا ہو۔اور کسی اور ملک کو اس ریاست میں مراعات نہیں دی جائیں گی۔اور اگر عبدالعزیز کو جنگ درپیش ہوئی تو سلطنتِ برطانیہ جس طرح مناسب سمجھے گی ان کی مدد کرے گی۔ اور اس کے بدلہ میں عبدالعزیز ابنِ سعود نے یہ مراعات حاصل کیں کہ انہیں ترکی کی پکڑی گئیں 300 پرانی بندوقیں دیں اور دس ہزار روپے کی مدد دی۔اور 1916ء میں مزید ایک ہزار بندوقیں اور بیس ہزار پاؤنڈ دیئے گئے۔اور پانچ ہزار پاؤنڈ ماہانہ یعنی ساٹھ ہزار پاؤنڈ سالانہ کا وظیفہ ملنا شروع ہوا اور یہ وظیفہ 1924ء تک جاری رہا اور برطانیہ کی سلطنت کی مدد سے انہوں نے رشید خاندان کو شکست دی جو کہ سلطنتِ عثمانیہ کے مدد یافتہ تھے اور رشید خاندان کی حکومت ختم کردی گئی۔

اسی طرح شریف حسین ابن علی کو جو حجاز کے حکمران تھے سعودی خاندان سے زیادہ مالی مدد دی جاتی تھی۔اور انہیں اس طرح تیار کیا گیا کہ وہ برطانیہ کی مدد کے ساتھ سلطنتِ عثمانیہ سے ٹکرلیں۔تاریخ یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس مالی مدد کے نتیجہ میں ان ریاستوں کی مکمل آزادی بری طرح متاثر ہوئی اور اس کے ذریعہ سے مختلف مسلمان ریاستوں کو سلطنتِ عثمانیہ کے ساتھ یا ان عرب ریاستوں کو آپس میں لڑایا گیا۔اور یوں اس کے نتیجہ میں مسلمانوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے صرف حکومت کی تردید پر اعتبار نہیں کیا بلکہ اس کے نقصانات کا بروقت احساس کر کے اس کے خلاف آواز اُٹھائی۔جبکہ دوسرے مسلمان قائدین اس مالی مدد کے مضمرات کا صحیح اندازہ بھی نہیں لگا سکے تھے۔

(The Kingdom under Abdul Aziz ibn Saud)

Wikipedia by Robert Lacey,p124)

بعد میں خود شاہ عبد العزیز نے اعتراف کیا کہ انگریز مسلسل میرے اردگرد جال بنتے رہتے ہیں۔ جب وہ کوئی چیز مجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اسے حاصل کر لیتے ہیں لیکن جب مجھے کوئی چیز لینی ہوتی ہے تو مجھے اس کے لئے بھیک مانگنی پڑتی ہے۔

(The Kingdom,by Robert Lacey,p137)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ سعودی خاندان تیل کی کمپنیوں سے معاہدے کرتے ہوئے احتیاط کرے

پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے درمیان رفتہ رفتہ دنیا میں ایندھن کے لئے کوئلے کی بجائے تیل کی مصنوعات کا استعمال بڑھتا گیا اور اس کے ساتھ ہی تیل کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔قبل اس کے کہ سعودی عرب میں تیل کے ذخائر دریافت ہوتے، دوسرے اسلامی ممالک میں تیل کے ذخائر دریافت ہو چکے تھے۔لیکن چونکہ مسلمانوں کے پاس نہ تو سائنسی علم تھا کہ وہ اس نعمت سے فائدہ اُٹھا سکتے اور نہ ہی ان کی سیاسی قیادت اتنی بیدار مغز تھی کہ ایسے معاہدے کر پاتی کہ ان کے ممالک کو تیل کی دولت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔

ایران میں تیل دریافت ہوا تو ان ذخائر سے Anglo-PersianCompany تیل نکال رہی تھی اس کے پچاس فیصد سے زیادہ حصص کی مالک برطانیہ کی حکومت تھی۔

عراق میں جو تیل دریافت ہوا تو اس سے Iraq Petrolium Company تیل نکال رہی تھی۔یہ کمپنی بہت سی کمپنیوں کی مشترکہ ملکیت تھی۔اس کے اکثر حصص برطانوی کمپنیوں کے پاس تھے اور باقی حصص کی مالک امریکی اور ڈچ کمپنیاں تھیں۔

بحرین میں تیل ڈھونڈنے کا ٹھیکہ بھی امریکی کمپنی کو دیا گیا جس نے بحرین میں تیل ڈھونڈنے کے لئے Bapco کے نام سے کمپنی بنائی۔معاہدہ 1930ء میں ہوا اور 1932ء میں بحرین میں تیل کا پہلا کامیاب کنواں کھودا گیا۔اور یہاں پر بھی تیل دریافت ہوا۔

سعودی عرب یعنی نجد اور حجاز کا علاقہ ایسا تھا جس کے متعلق ماہرین کا خیال تھا کہ یہاں پر تیل نکلنے کے امکانات بہت زیادہ ہیں لیکن یہ ایسا علاقہ تھا جس سے مغربی اقوام کے لوگ سب سے کم واقف تھے اور یہاں تک رسائی بھی ان کے لئے نسبتاً زیادہ مشکل تھی۔سعودی فرمانروا عبدالعزیز ابنِ سعود سے سب سے پہلے اس مقصد کے لئے رابطہ نیوزی لینڈ کے ایک شخص میجر فرینک ہولمس (Frank Holmes) نے 1922ء میں کیا تھا۔اس کا پس منظر یہ تھا کہ لندن میں بہت سے سرمایہ داروں نے مل کر ایک Eastern and General Syndicate بنایا تھا تاکہ عرب اور خلیج کے علاقوں میں منفعت بخش پراجیکٹ شروع کئے جاسکیں تو انہوں نے ان صاحب کو بحرین میں اپنا ایجنٹ مقرر کیا۔اور بعد میں ان صاحب نے بحرین میں تیل کی تلاش کے لئے معاہدوں کی تکمیل کے لئے

کلیدی کردار ادا کیا۔1922ء میں انہوں نے سعودی فرمانروا سے معاہدہ کرلیا جس کی رو سے سعودی فرمانروا کو سالانہ کچھ رقم ادا کی جائے گی اور ان کی کمپنی مشرقی صوبہ میں تیل کی تلاش کرے گی۔ بلجیم کے ماہرین یہاں پہنچے اور کچھ سال تیل کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر مسئلہ یہ تھا کہ یہاں پر بنیادی سہولیات کا مکمل فقدان تھا اور اس تلاش میں کامیابی نہیں ہوئی اور کمپنی مسلسل سالانہ رقم ادا نہ کرسکی اور یہ معاہدہ ختم ہوگیا۔

لیکن جب بحرین کا تجربہ کامیاب ہوا تو ماہرین کو یقین ہوگیا کہ سعودی عرب میں بھی کامیابی کے قوی امکانات موجود ہیں۔ چنانچہ از سرِ نو سعودی فرمانروا اور تیل کی کمپنیوں کے درمیان مذاکرات شروع ہوئے۔ اس بار امریکہ کی کمپنی Standard Oil of Californi اور دوسری کمپنی IPC میدان میں تھی۔ اس کمپنی کے زیادہ تر حصص کی مالک برطانوی کمپنیاں تھیں۔ اس مرحلہ پر سعودی فرمانروا کو رقم کی سخت ضرورت تھی۔1929ء کے بعد پوری دنیا کی مالی حالت دگرگوں تھی۔ اور اس کی وجہ سے حج کے لئے آنے والے لوگوں کی تعداد نصف سے بھی بہت کم ہوکر 40,000 سے بھی کم ہوگئی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی سعودی فرمانروا سخت مالی مشکلات میں پھنس گئے تھے۔ انہوں نے ایک دوست کے سامنے اظہار کیا کہ اگر کوئی اس وقت انہیں دس لاکھ پونڈ دے دے تو وہ اپنے ملک میں اسے تمام Concessions دینے کو تیار ہیں۔

(The Kingdom,by Robert Lacey,p229)

بہر حال 1933ء میں کئی مہینے یہ مذاکرات چلے۔ شروع ہی سے امریکن گروپ کا پلّہ بھاری تھا۔ برطانوی گروہ زیادہ پر امید نہیں تھا کہ یہاں پر تیل کے وسیع ذخائر مل سکتے ہیں۔ ایک مرحلے پر تو خود برطانوی نمائندے نے بھی دھیمے انداز میں انہیں مشورہ دیا کہ وہ امریکی کمپنی کی پیشکش قبول کرلیں۔ سعودی فرمانروا کے ساتھ ایک انگریز فلبی (Philby) نام کے بھی تھے۔ وہ شروع میں برطانوی حکومت کے نمائندے بن کر آئے اور پھر برطانوی حکومت سے استعفیٰ دے دیا۔ اور پھر اسلام قبول کرکے وہیں پر رہنے لگے۔ انہیں سعودی فرمانروا عبدالعزیز ابنِ سعود کا اعتماد بھی حاصل تھا۔ وہ ان مذاکرات کے دوران سعودی فرمانروا کے لئے زیادہ مراعات کے لئے بھی کوشش کرتے۔ اور اس کے ساتھ وہ امریکی کمپنی سے 1000 ڈالر ماہوار کا وظیفہ بھی لیتے تاکہ ان کے مفادات کے لئے کام کریں اور انہیں مکّہ میں ہونے والی میٹنگوں کی تفصیلات بھی مہیا کرتے رہتے کہ ان کی درخواست پر کیا کیا فیصلے ہو رہے ہیں۔ بالآخر مئی 1933ء میں یہ شرائط طے ہوگئیں۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ان شرائط کو طے کرتے ہوئے سعودی حکومت کا زیادہ تر زور بھی اس بات پر تھا کہ کسی طرح اس کمپنی سے کچھ قرض مل جائے جو کہ بعد میں نکلنے والے تیل کی Royalty سے منہا کرلیا جائے۔ آخر معاہدہ ہوا کہ یہ کمپنی سعودی عرب کے مشرقی صوبہ میں تیل ڈھونڈے گی اور اس کے بدلے سعودی عرب کو پہلی قسط کے طور پر تیس ہزار سونے کے پاؤنڈ کا قرض ملے گا اور پھر اٹھارہ ماہ کے بعد مزید بیس ہزار پاؤنڈ کا قرض ملے گا۔ ہر سال پانچ ہزار پاؤنڈ ملیں گے۔ پہلے سال کی Royalty اور پہلا قرضہ تو سونے کے پاؤنڈ کی صورت میں ہوگا لیکن دوسرا قرضہ اور بعد کی سالانہ ادائیگی دوسری کرنسیوں میں ہوگی جس کا فیصلہ کمپنی کی صوابدید پر ہوگا۔ اور تیل کے ہر ٹن پر سونے کے چار شلنگ کا معاوضہ ادا ہوگا۔ یہ ادائیگی بھی سعودی امیدوں سے کم کی جا رہی تھی۔ یہ معاہدہ 60 سال کی مدت کے لئے کیا جا رہا تھا۔ اس میں یہ قابلِ پریشانی بات تھی کہ Royalty کم تھی اور بعد کی سالانہ ادائیگی کس کرنسی میں ہوگی یہ کمپنی کی صوابدید پر تھا۔

(The Kingdom,by Robert Lacey p225.236, Discovery,by Wallace Stagener,Middle East Export Press Beirut,1971p14-22)

یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس وقت پوری دنیا کے مالی حالات دگرگوں تھے اور تیل کی قیمت کم تھی لیکن وقت کے ساتھ تیل کی ضرورت اور مانگ اور قیمت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس لحاظ سے تیل نکالنے پر جو royalty مقرر کی جا رہی تھی وہ وقت کے ساتھ بالکل ناکافی ثابت ہوسکتی تھی اور ایسا ہی ہوا۔

کسی اور نے یہ محسوس کیا ہو یا نہ کیا ہو کہ ایک مسلمان ملک معاہدے کرتے ہوئے پوری احتیاط نہیں کررہا، خود اس ملک کے ذمہ دار افراد بھی اس کا احساس نہیں کر پا رہے تھے کہ مستقبل میں اس کے مفادات متاثر ہوسکتے ہیں لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اس بات کا تجزیہ بھی فرمایا اور پھر اس کے متعلق آواز بھی اُٹھائی۔ اس سے بھی پہلے جب سعودی فرمانروا عبدالعزیز ابنِ سعود اور اٹلی کی حکومت کے درمیان کسی معاہدے کے لئے بات چیت چل رہی تھی تو حضرت مصلح موعودؓ نے انہیں پیغام بھجوایا کہ معاہدہ کرتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لیں کیونکہ یورپین قوموں کی عادت ہوتی ہے کہ معاہدے میں الفاظ نرم استعمال کرتی ہیں اور اس کے مطالب سخت ہوتے ہیں۔ جب تیل کے معاہدے طے ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ معاہدات میں کبھی صرف اعتبار سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ کامل غور وفکر کے بعد معاہدہ کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ معاہدہ کرنے والی کمپنی کے ذہن میں بھی کسی فریب کا خیال نہ ہو لیکن الفاظ ایسے ہیں کہ اگر کمپنی کی نیت بدل جائے تو سلطان عبدالعزیز کو مشکل میں ڈال سکتی ہے۔

(خطباتِ محمود جلد 16 صفحہ 549 تا 553)

جس وقت حضور نے خطبہ جمعہ میں اس امر کا ذکر کیا اس وقت تو ابھی سعودی عرب میں تیل کی کوئی خاص دریافت نہیں ہوئی تھی لیکن جلد ہی یہ صورتِ حال بدل گئی اور اس ملک میں تیل کے وسیع ذخائر دریافت ہونے شروع ہوگئے۔ اور تیل کی کمپنیوں کو اتنا نفع ملنے لگا جو خود ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا اور سعودی حکومت کو اس میں سے بہت کم حصہ مل رہا تھا۔ عملاً بعد میں سلطان عبدالعزیز کو یہ احساس ہوا کہ یہ معاہدہ ان کے اور ان کے ملک کے مفادات میں نہیں ہے اور 1950ء میں انہیں یہ دھمکی دینی پڑی کہ تیل کی کمپنی کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے گی۔ اور تگ و دو کے بعد اس بات پر مفاہمت ہوئی کہ پچاس فیصد نفع سعودی حکومت کو دیا جائے گا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سب سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے اس بات کا تجزیہ فرمایا کہ ان معاہدوں میں موجود پیچ سے مسلمان ممالک کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے اور حضور نے متعلقہ ملک کو پیغام بھی بھجوایا کہ وہ اس معاملہ میں زیادہ احتیاط کریں۔

صوبہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کی حفاظت کے لئے کاوشیں

تحریکِ پاکستان کے مشہور مورخ کے۔کے۔عزیز اپنی کتاب The Making of Pakistan میں تحریر کرتے ہیں:

"From 1858 to 1905 the Muslims had been cultivating the British.From 1906 to 1911 this amity blossomed into friendship. .From 1911 to 1922 their relationship may be described as armed truce to open warfare....... There is another way of describing this development .From 1858 to 1905 Muslims were in a state of neutrality vis a vis Hindus; from 1906 to 1911 Hindu Muslim rift was marked and later ominous ; from 1911 to 1922 the two communities were co-operated against what they considered a common enemy_ British."

یعنی 1858ء سے 1905ء تک مسلمان انگریزوں سے مہذب تعلق رکھ رہے تھے۔1906ء سے 1911ء تک یہ مشفقانہ تعلق دوستی میں بدل گیا۔ اور 1906ء سے 1922ء تک ان دونوں کا تعلق مسلح جنگ بندی اور کھلی جنگ کے درمیان گھومتا رہا......اس عمل کو بیان کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔1858ء سے 1905ء تک مسلمان ہندوؤں کے بارہ میں غیر جانبدار تھے۔1906ء سے 1911ء تک دونوں کے درمیان اختلاف پہلے بہت زیادہ اور پھر بدشگونی کی حد تک پہنچ گیا۔ اور 1911ء سے 1922ء تک دونوں گروہ آپس میں تعاون کررہے تھے اور یہ تعاون ایک ایسے گروہ یعنی انگریزوں کے خلاف تھا جسے وہ اپنا مشترکہ دشمن سمجھتے تھے۔

(The Making of Pakistan ,A study in Nationalism,by K.K.Aziz,Sange Meel Publications 2005,p33)

جب 1914ء میں حضرت مصلح موعود منصبِ خلافت پر فائز ہوئے تو اس وقت ہندوستان کے مسلمان تاریخ کے اس دور سے گزر رہے تھے جب ہندوؤں کے ساتھ تعاون عروج پر تھا اور یہ دونوں مل کر انگریزوں کے خلاف جدوجہد کررہے تھے۔

1913ء میں میثاقِ لکھنؤ کا مرحلہ آیا۔ کانگرس اور مسلم لیگ لکھنؤ میں ملے۔ اس سال مسلم لیگ کے صدر قائدِاعظم محمد علی جناح اور کانگرس کی صدارت موجمدار کررہے تھے۔ اس میثاق کے تحت دونوں پارٹیوں نے یہ مطالبہ کیا کہ اقتدار اور اختیارات کو مقامی آبادی کے نمائندوں کی طرف منتقل کرنے کا عمل شروع کیا جائے۔ اور کانگرس کی طرف سے مسلمانوں کا جداگانہ انتخابات کا مطالبہ تسلیم کرلیا گیا یعنی مسلمان اور ہندو اسمبلیوں کے لئے اپنے علیحدہ علیحدہ نمائندے منتخب کریں گے۔ اور یہ مسلم لیگ کے لئے بہت بڑی کامیابی تھی کیونکہ اس سے پہلے کانگرس اس مطالبے سے متفق نہیں تھی اور اس کی مخالفت کرتی تھی۔ اس کے ساتھ دونوں پارٹیوں نے ایک اور تجویز سے بھی اتفاق کیا اور وہ یہ کہ تمام صوبوں میں جن مذاہب سے تعلق رکھنے والے اقلیت میں ہیں ان کو اسمبلی میں ان کی آبادی کی نسبت زیادہ نشستیں دی جائیں۔ سینٹرل لیجسلیٹو کونسل میں بھی مسلمانوں کے لئے تیس فیصد نشستیں مخصوص کی گئیں۔ صوبوں کے لئے جو کلیہ تجویز کیا گیا تھا اس کے مطابق اکثر صوبوں میں تو مسلمانوں کو فائدہ ہونا تھا۔ یعنی پنجاب اور بنگال کے علاوہ باقی صوبوں میں وہ اقلیت میں تھے اور انہیں ان باقی صوبوں میں اپنی آبادی سے زیادہ نشستیں ملنی تھیں۔ بظاہر تو یہ سب اچھا لگ رہا تھا لیکن اس میں ایک پیچ تھا اور وہ یہ کہ مرکز میں اور پنجاب اور بنگال کے علاوہ باقی صوبوں میں تو ان کی نشستوں میں اضافہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کے نمائندوں نے اقلیت میں رہنا تھا لیکن پنجاب اور بنگال میں جہاں مسلمان اکثریت میں تھے ان میں ان کی اکثریت اتنی معمولی تھی کہ جب یہاں پر اقلیت ہونے کے ناطے ہندوؤں اور سکھوں کو اپنی آبادی سے زیادہ نشستیں دینے کی تجویز تسلیم کی گئی تو اس کلیے کے مطابق پنجاب اور بنگال میں بھی مسلمانوں کی نشستیں کم ازکم اکثریت 51 فیصد سے نیچے چلی جانی تھیں اور تجویز تسلیم ہونے کی صورت میں یہاں پر بھی مسلمان اکثریت میں نہ رہتے۔ اس کے نقصانات اب تو سب کو واضح نظر آسکتے ہیں لیکن اس وقت مسلم لیگ کے قائدین بھی اس مسئلہ کو کما حقہ محسوس نہیں کر پا رہے تھے۔ چنانچہ مسلم لیگ اور کانگرس نے مل کر جو کلیہ وضع کیا اس کی رو سے مسلمانوں کے لئے بمبئی میں ایک تہائی، پنجاب میں پچاس فیصد، بنگال میں چالیس فیصد، یوپی میں تیس فیصد، بہار اور اڑیسہ میں پچیس پچیس فیصد، مدراس (چنائی) اور مرکزی صوبہ میں پندرہ پندرہ فیصد نشستیں مختص کرنے کی تجویز دی گئی تھی۔

(Jinnah of Pakistan,by Stanley Wolpert, published by Oxford University Press,2006p46)

اس پس منظر میں پہلی جنگِ عظیم کے بعد وزیر ہند مانٹیگو ہندوستان آئے اور اس وقت کے وائسرائے چیمسفورڈ (Chemsford) سے مل کر ہندوستان کے مختلف گروہوں سے ملنا شروع کیا اور ان سے تجاویز لینی شروع کیں کہ آئندہ ہندوستان کا آئینی ڈھانچہ کیا ہونا چاہئے۔ ان کی تجاویز بعد میں Government of India Act 1991 کی صورت میں نافذ ہوئیں۔ ان تجاویز میں بھی ہر صوبے میں اقلیتوں کو زیادہ نشستیں دینے کا فارمولا صحیح تسلیم کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی قباحتوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اور اس وقت مسلم لیگ کی طرف سے بھی یہی زور

دیا جا رہا تھا کہ اسی طرز پر نشستوں کی تقسیم کی جائے۔ حالانکہ اس کے نتیجے میں مسلمانوں نے عملاً کہیں پر بھی اکثریت میں نہیں رہنا تھا۔ چنانچہ جب 31/اگست سے یکم ستمبر 1918ء کو مسلم لیگ کا خاص اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا، جس کی صدارت راجہ صاحب محمود آباد کر رہے تھے تو اس میں منظور ہونے والی قراردادوں میں سے سید وزیر حسن کی پیش کی گئی قرارداد نمبر سات میں لکھا تھا:

The proportion of the Mussalmans in the assembly and the legislative councils as laid down in the Congress-League scheme must be maintained

اور اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا تھا۔

(The Indian Muslims a documentary record (1900-1947), compiled by Shan Muhammad, published By Meenakshi Prakash, New Dehlip 186)

حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے پہلے اس امر کو محسوس فرمایا کہ اس طرح مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ اس وقت کے صوبوں میں سے صرف دو میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل تھی لیکن اس طرح یہ اکثریت بھی ان کے ہاتھوں سے جاتی رہے گی۔ جب وزیر ہند مانٹیگو صاحب ہندوستان آئے اور مستقبل میں ہندوستان کے آئینی ڈھانچے کو طے کرنے کے لئے ہندوستان کے مختلف گروہوں سے مذاکرات شروع کئے تو نومبر 1917ء میں حضرت مصلح موعودؓ ایک وفد کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے اور مانٹیگو صاحب سے ملاقات کی اور اس وقت جو ایڈریس پڑھا گیا اس میں اس مسئلہ کے متعلق موقف کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا۔

''انتخاب کا کوئی ایسا طریقہ نہ رکھا جائے کہ جس میں قلیل التعداد جماعتیں نقصان میں رہیں۔ ایسے تمام صوبوں میں جہاں کوئی قلیل التعداد جماعت خاص اہمیت رکھتی ہو اور اس کی تعداد اس قدر کم ہو کہ اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس جماعت کو اس تعداد سے زیادہ ممبروں کے انتخاب کا حق دیا جاوے جس قدر کے بلحاظ تعداد اس کے حصوں میں آتے ہیں جیسا کہ پنجاب و بنگال کے سوا باقی صوبوں میں مسلمان اور پنجاب میں سکھ بمبئی میں پارسی اور مدراس میں عیسائی ہیں۔ اور سرحدی صوبہ میں اگر کبھی اس کو آئینی حکومت ملی تو ہندو ہیں۔ مگر یہ حق ایسی قلیل التعداد جماعتوں کو جو زیادہ قلیل نہیں ہیں ہرگز نہیں ملنا چاہئیے کیونکہ اس حق سے ان جماعتوں کو جو قلیل کثرت رکھتی ہیں سخت نقصان پہنچے گا۔ مثلاً اگر بڑی تعداد والی قلیل التعداد جماعتوں کو بھی یہ حق دیا جائے تو ہندوؤں کو جن کی میجارٹی جہاں ہے بہت زیادہ ہے تو کوئی نقصان نہ ہو گا۔ مگر مسلمانوں کو جن کی میجارٹی صرف بنگال اور پنجاب دو صوبوں میں ہے اور بہت ہی کم ہے سخت نقصان پہنچے گا اور ان کی میجارٹی کہیں بھی نہ رہے گی۔''

(ریویو آف ریلیجنز دسمبر 1917ء صفحہ 457-458)

کچھ عرصہ کے بعد مسلم لیگ قیادت کو بھی اس بات کا احساس ہوا کہ اس طرز پر اقلیتوں کی نشستوں میں اضافہ کرنے سے پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت ختم ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کے مفادات کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ 1929ء میں جب قائدِ اعظم نے مسلم لیگ کی طرف سے چودہ نکات پر مشتمل مطالبات پیش کئے تو ان میں سے تیسرا مطالبہ یہ تھا۔

3. All legislative and other elected bodies shall be constituted on the definite principle of adequate and effective representation of minorities in every province without reducing the majority in any province to a minority or even equality

یعنی تمام لیجسلیٹو اور دیگر منتخب اداروں کو اس اصول پر بنانا چاہئے کہ ہر صوبہ میں اقلیتوں کو کافی اور مؤثر نمائندگی ملے لیکن کسی بھی صوبہ میں اس کی اکثریت کو اقلیت یا برابری میں تبدیل نہیں کرنا چاہئے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضور نے 1917ء میں ہی اس امر کی نشاندہی فرمادی تھی اور 1929ء میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے مسلم لیگ کو بھی یہ بات اپنے مطالبات میں شامل کرنی پڑی۔

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی
از صفحہ نمبر 10

بہت زیادہ تعارف بڑھ سکتا ہے اور آپ کو ہر طرف سراہا جائے گا اور حکام سے رابطے اور تعلق بڑھیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر جگہ مجلس ایسے کام کر رہی ہو جہاں پروجیکشن مل رہی ہو ہمسایہ کی طرف سے بھی اور پھر علاقہ میں بھی تو پھر حق میں آواز بلند ہوتی ہے۔ جس طرح کہ آج جامعہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر ہوا۔ میئر نے بھی اور دوسرے مہمانوں نے بھی کھلے دل کے ساتھ آپ کے حق میں اظہار کیا۔ حضور انور نے فرمایا اس کے لئے پوری ریسرچ کریں اور جائزہ لیں کہ ہم کس طرح کے پودے لگا سکتے ہیں۔ گلوبل وارمنگ کا آج کل بڑا شور ہے۔ اگر آپ اس طرح کے کام کر رہے ہوں گے تو کوئی پتہ نہیں کہ کسی وقت حکومت آپ کی مدد کرنی شروع کر دے۔ حضور انور نے فرمایا نئے راستے نکالنا اصل کام ہے۔ صرف جوانوں کے جوان کا خطاب لے لینا اصل کام نہیں ہے۔

قائد تبلیغ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ آپ نے تبلیغ کا ٹارگٹ کیا رکھا ہے۔ جس پر موصوف نے بتایا کہ مشرقی جرمنی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ خدام کو اور ایک حصہ انصار کو دیا ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو اسلام سے دلچسپی ہے کہ نہیں؟ انہوں نے چالیس سال بھوکے گزارے ہیں۔ اب ان کو کھانے پینے، دولت اور عیاشی سے غرض ہے۔

حضور انور نے فرمایا شہروں سے باہر نکلیں اور چھوٹی جگہوں پر رابطے کریں۔ کونسل سے رابطے کریں، گھروں سے رابطے کریں، سیمینار منعقد کریں، انٹرفیتھ کانفرنس کا انعقاد کریں اور ایسے عناوین لئے جائیں کہ لوگوں میں دلچسپی پیدا ہو۔ مثلاً خدا تعالیٰ کا وجود، اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے، تیسری جنگ عظیم سے کس طرح بچا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہ کہنا غلط ہے کہ جرمنی میں دلچسپی نہیں ہے۔ بڑے شہروں میں کم ہو گی لیکن چھوٹی آبادیوں اور دیہاتوں میں آپ کو لوگ ملیں گے۔ آہستہ آہستہ تعارف حاصل ہو گا۔ بڑے شہروں میں تو دنیاداری ہے۔ یہ لوگ اپنے سیاسی رابطے رکھیں گے یا پھر علم رکھنے کی وجہ سے بعض معلومات کے حصول کے لئے رابطے رکھیں گے کہ کیا ہو رہا ہے۔ جو لوگ شہر سے باہر ہیں ان پر بے شک میڈیا کا اثر ہوتا ہے لیکن شہر کے ھلّے گلّے کا اثر نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ شہروں میں سیمینار کرنا، بکسٹال لگانا اور نمائشوں کا انعقاد کرنا یہ پرانے طریقے تو ہیں لیکن اب اپنی روایات کے اندر رہتے ہوئے نئے طریقے بھی اختیار کریں۔ پرانے طریقے بھی ساتھ رکھیں لیکن اپنی روایات کے مطابق نئے راستے بھی اختیار کریں۔ یہ نہیں کہ آؤ تمہیں ڈانس دکھائیں گے پھر تبلیغ کریں گے۔ مذہب وہ سکھانا ہے جو ہماری حقیقت ہے جو ہماری روایات کے مطابق ہے۔

قائد مال نے بتایا کہ سال 2008ء میں سو فیصد سے زائد وصولی کی توفیق پائی۔ حضور نے فرمایا یہ نہیں کہہ سکتے کہ سو فیصد وصولی کر لی ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بجٹ کے مطابق وصولی کر لی ہے۔ اس بجٹ میں کئی انصار ایسے ہوں گے جو ابھی شامل نہیں ہوں گے اور کئی ایسے ہوں گے جنہوں نے کم چندہ دیا ہو گا اور کئی ایسے ہوں گے جو ابھی شامل نہیں ہوں گے اور کئی ایسے ہوں گے جنہوں نے زیادہ دیا ہو گا۔ کئی آپ کے زیر اثر ہوں گے انہوں نے آپ کے مانگنے پر زیادہ دے دیا ہو گا۔ اس طرح سو فیصد وصولی کر لی ہو گی۔

حضور انور نے بجٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ قائد مال نے بتایا کہ انصار کی تجنید 3437 ہے۔ بجٹ چار لاکھ 28 ہزار یورو ہے۔ گزشتہ سال چندہ مجلس تین لاکھ 61 ہزار یورو تھا۔ امسال اضافہ کے ساتھ تین لاکھ 74 ہزار یورو ہے۔

قائد صحت جسمانی نے بتایا کہ اجتماع کی ایک رپورٹ کھیلوں وغیرہ کی ایک صوبہ کے اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ اس بارہ میں مزید کام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر **قائد نومبائعین** نے بتایا کہ گزشتہ سال پانچ مختلف اقوام کے 14 انصار نومبائعین تھے۔ جب کہ امسال تین مزید آئے ہیں۔ دو پاکستان سے اور ایک جرمنی کا ہے۔ ان سب سے رابطہ مجالس کے ذریعہ اور فون کے ذریعہ رکھا جاتا ہے۔ نماز اور دوسرا سلیبس زعماء کو دیا ہوا ہے کہ اس کے مطابق ان نومبائعین کی تیاری کروائیں۔ مختلف اقوام کے 63 انصار ہیں ان کو بھی سلیبس بھجوایا جاتا ہے تاکہ وہ بھی استفادہ کر سکیں۔ ہم ان کو اجتماعات میں شامل کرتے ہیں، ان کے مقابلہ جات ہوتے ہیں، ان کے سلیبس کے مطابق مقابلہ جات ہوتے ہیں۔

قائد اشاعت سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا مجلس کا کوئی اپنا رسالہ ہے؟ تو قائد اشاعت نے بتایا کہ گزشتہ سال ہم نے ''سیدنا مسرور نمبر'' نکالا تھا۔ اب بھی ایک بلٹن نکالنا تھا لیکن اس میں کچھ اصلاح ہونے والی تھی۔ صدر صاحب مجلس نے روکا ہوا ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا اشاعت کی ٹیم نہیں ہے جو معیار دیکھے۔ اپنی ٹیم بنائیں اور اس میں پڑھے لکھے لوگ شامل کریں۔

قائد تحریک جدید نے بتایا کہ ہم جماعت جرمنی کے تحریک جدید کے چندہ کا 1/4 حصہ جمع کرتے ہیں۔ ہمیں یہ ہدایت ہے کہ چوتھا حصہ مجلس انصاراللہ دیا کرے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے کوئی اصول نہیں بتایا تھا۔ قائد تحریک جدید نے بتایا کہ گزشتہ سال انصاراللہ جرمنی کی طرف سے وعدہ دو لاکھ دس ہزار یورو کا تھا۔ اس کے بالمقابل ہمیں دو لاکھ 63 ہزار 928 یورو جمع کرنے کی توفیق ملی تھی۔

قائد تجنید سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کیا آپ کی تجنید میں تمام انصار شامل ہیں۔ موصوف نے بتایا کہ ہماری تجنید ابھی تسلی بخش نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا تو آپ تسلی بخش بنائیں اور مجالس سے رپورٹ لیا کریں۔ Follow up کرتے رہیں۔ زعیم مجلس کا کام ہے کہ جب کوئی ناصر منتقل ہو تو اس کی اطلاع کریں۔

معاون صدر برائے سو مساجد نے بتایا کہ ہم اپنے وعدے بڑھا رہے ہیں۔ امسال ہمارا وعدہ پانچ لاکھ 71 ہزار یورو کا ہے۔

شام سات بج کر 35 منٹ پر مجلس انصاراللہ جرمنی کی عاملہ کے ساتھ یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔ آخر پر مجلس عاملہ کے ایک ممبر شیخ منیر احمد صاحب نے حضور انور کے قریب آکر اپنی اہلیہ کی بیماری کے بارہ میں رپورٹ پیش کی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت دوائی تجویز فرمائی۔

میٹنگ کے اختتام پر نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

ڈاکٹر محمد اسحاق بقاپوری صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2/جنوری 2008ء میں مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب اپنے چچا ڈاکٹر محمد اسحاق بقاپوری صاحب کا ذکرخیر کرتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر محمد اسحاق بقاپوری صاحب قادیان میں حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ کے ہاں 17/اگست 1921ء کو پیدا ہوئے۔ گھریلو ماحول مذہبی تھا۔والدین کی تربیت نے اس پر چار چاند لگادیئے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان میں پانچ سال تعلیم حاصل کی۔بچپن سے ہی نمازوں کی بروقت ادائیگی اور قرآن مجید کی تلاوت کی عادت تھی۔ میٹرک کے بعد ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مشورہ تھا کہ اس میں دینی کاموں اور خدمت خلق کے مواقع زیادہ ملتے ہیں۔ اس کے بعد فوج میں ملازمت اختیار کرلی۔ پارٹیشن کے موقع پر آخری کانوائے جو قادیان سے آیا،اُس میں چالیس سے زائد مستورات بچیاں اور مردوں کو بحفاظت لاہور پہنچایا۔

ماڈل ٹاؤن لاہور میں قیام کے دوران آپ سالہاسال سیکرٹری تعلیم القرآن اور امام الصلوٰۃ رہے۔ آپ نے سینکڑوں افراد کو قرآن کریم پڑھایا جن میں بڑی تعداد غیراز جماعت کی ہے۔ سالہا سال آپ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد نور میں اعتکاف بیٹھتے رہے۔ بہت سے ایمان افروز واقعات آپ کی زندگی میں آئے۔ایک بار ایک حلوائی کے تیز گرم کڑاہے میں آپ کا ہاتھ چلاگیا۔لوگ پریشان ہوگئے۔لیکن آپ نے بتایا کہ آپ کو تو کڑاہا ٹھنڈا محسوس ہوتا رہا۔

ایک بار لاہور میں پریکٹس کے دوران ایک لڑکا دوا لینے آیا تو آپ نے اُسے کہا کہ شام کو آنا،اس وقت مہمان آگئے ہیں۔شام کو وہ لڑکا نہ آیا۔رات آپ نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا جنہوں نے آپ کو ٹانگوں سے پکڑ کر اٹھایا اور سر کے بل نیچے گرادیا۔جب آپ کی آنکھ کھلی تو سر میں درد تھا اور وہاں سے سوجا ہوا تھا جو جگہ زمین پر لگی تھی۔صبح اٹھتے ہی آپ نے بیمار لڑکے کے گھر جاکر اُسے دوا دی اور شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اِسی دنیا میں سزا دے دی۔

قرآن کریم سے آپ کو عشق تھا۔آپ نے قرآن مجید کے کئی نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے۔کئی پمفلٹ ہاتھ سے لکھ کر فوٹوسٹیٹ کرکے تقسیم کئے۔ان کی تمام تر توجہ صحیح اعرابی صورت میں صحیح تلفظ سے تلاوت کرنے پر رہی۔ان کی ایک کتاب ''معلومات قرآن'' بہت مقبول ہوئی۔ایک کتاب ''معراج حیات'' ہے جس میں انسانی زندگی کے تقریباً تمام پہلوؤں پر قرآن مجید سے ہدایات اکٹھی کی ہیں اور پھر ان آیات سے منسلک احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال پیش کئے ہیں۔ایک کتاب زیرطبع ہے۔ اس کے علاوہ اخبار الفضل میں بھی آپ کے کئی مضامین چھپے ہیں۔

آپ کی شادی 1950ء میں محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جو حضرت مولانا شیر علی صاحب مرحوم کی نواسی تھیں۔ان کے بطن سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔لڑکی 18 سال کی عمر میں 1981ء میں فوت ہوگئی۔ آپ کی اہلیہ کی وفات 2003ء میں ہوئی۔ وہ بھی نہایت نیک اور قرآن کے علم کی شیدائی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں۔

آپ جماعتی تحریکات میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے تھے۔تحریک جدید کے پانچ ہزار مجاہدین میں شامل تھے اور مرحوم والدین کی طرف سے بھی حصہ لیتے تھے۔ مرحوم نے بڑی فعال زندگی گزاری۔میجر کے عہدہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد پرائیویٹ پریکٹس کی۔ 1974ء کے فسادات کے دوران بورے والا میں ان کا کلینک لوٹ لیا گیا۔لیکن کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات لاہور میں 10/اکتوبر 2007ء کو ہوئی اور تدفین مقامی قبرستان ماڈل ٹاؤن میں ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30 جنوری 2008ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

اپنی آنکھوں میں جو تصویر لئے پھرتا ہوں
اپنے اک عہد کی تحریر لئے پھرتا ہوں
میرا مسلک تو محبت ہے نہ کہ نفرت ہے
دل کو موہ لینے کی تاثیر لئے پھرتا ہوں
ذوقِ نظارہ سے مسرور ہوا سارا جہاں
اس کے اقوال کی تعبیر لئے پھرتا ہوں
شکر ہے ناصح بھی اب مجھ کو یہی کہتا ہے
میں عبث قصہ شمشیر لئے پھرتا ہوں

مکرم احمد تیجان جالو صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10/جنوری 2008ء میں مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کے قلم سے سیرالیون کے ایک مخلص اور باصلاحیت احمدی مکرم احمد تیجان جالو صاحب کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ مجھے فخر ہے کہ احمد تیجان جالو میرا شاگرد تھا جو بعدازاں احمدیہ سیکنڈری سکول Bo کا پرنسپل بنا اور اسے نظم و ضبط، معیار تعلیم، نتائج، نیم نصابی سرگرمیوں، نیک نامی اور شہرت میں مسلسل اضافہ کی توفیق ملی۔علاوہ ازیں صدر جماعت بو اور احمدیہ سکولز کی تعمیراتی کمیٹی کا چیئرمین ہونے کے علاوہ وہ جماعت سیرالیون کی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن بھی رہا۔

احمد تیجان جالو کا فولانی قبیلہ سے تعلق تھا جو مغربی افریقہ میں اسلام سے نظریاتی اور عملی وابستگی کے لئے مشہور ہے اور چار پانچ صدیاں قبل سیرالیون میں دین کا پیغام پہنچانے کا کریڈٹ لیتا ہے۔مگر اس فخر و مباہات کے نتیجہ میں ان میں سے بہت کم لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ احمد تیجان نے احمدیت کو پڑھا، سمجھا اور اس پر عمل کیا اور دوسروں کی ہدایت کا باعث بنا۔

مکرم احمد تیجان صاحب 26/دسمبر 1956ء کو Simbakoro گاؤں میں پیدا ہوئے جو سیرالیون کے ضلع Kono میں واقع ہے اور یہ علاقہ ہیروں کی کانوں کے لئے مشہور ہے۔اس علاقے نے سیرالیون کو بیشمار قیمتی ہیرے دیئے۔احمد تیجان جالو بھی اُن میں سے ایک تھا۔آپ نے بوٹاؤن میں جماعت احمدیہ کے پرائمری اور سیکنڈری سکولز میں تعلیم حاصل کی۔ Fourahbay College (یونیورسٹی آف سیرالیون) سے بی۔اے اور پھر ''بی۔ایڈ'' کی ڈگری لی۔جالہ یونیورسٹی (Njala University) کے بوٹاؤن کیمپس کے ایک خصوصی تدریسی پروگرام سے وابستہ ہوکر ایم ایڈ کا کورس بھی کیا۔ لیڈرشپ کی خصوصیات اس میں قدرتی طور پر موجود تھیں۔فورابے کالج میں وہ طلباء کی نیشنل یونین کا سیکرٹری جنرل رہا۔ اس حیثیت سے اسے نائیجیریا، گھانا، گیمبیا، چیکوسلواکیہ اور روس جانے کا موقع بھی ملا۔ 1982ء میں احمد تیجان احمدیہ سیکنڈری سکول بوٹاؤن کے سٹاف میں شامل ہوگیا اور اپنی وفات تک اس کی خدمت کی توفیق پائی۔ 30/مارچ 2007ء کو ایک خطرناک حادثہ میں اس کی زندگی کا سفر ختم ہوگیا۔آپ نے پسماندگان میں بیوی کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔

احمد تیجان کو "Born Teacher" کہا جاسکتا ہے۔انگریزی لٹریچر، تاریخ اور پولیٹیکل سائنس (جسے سیرالیون میں ''گورنمنٹ'' کہا جاتا ہے) اس کے پسندیدہ مضامین تھے۔

احمد تیجان کا قد پانچ فٹ کے لگ بھگ تھا۔جسم کے لحاظ سے بھی نحیف ونزار تھا۔مگر علمی قابلیت، انتظامی صلاحیت، اصولوں کی پاسداری، حس مزاح کے باوجود مزاج پر غالب سنجیدگی کی وجہ سے اس کا ایک رعب اور دبدبہ تھا۔طلباء اس کی عزت بھی کرتے تھے اور اس سے ڈرتے بھی تھے۔وہ ایک اچھا استاد، خوش گفتار مقرر، کامیاب منتظم، معاملہ فہم افسر، قابل ممتحن اور صاحب طرز مصنف تھا۔ بوٹاؤن میں میرے آخری قیام کے دوران وہ میرا ''وائس پرنسپل'' تھا۔ ہرلحاظ سے دست راست ایک مخلص اور معتمد رفیق۔ احمد تیجان ''ٹیم ورک'' کا ماہر تھا۔افسر جلسہ سالانہ کی حیثیت سے کئی اہم کاموں کی نگرانی کا بوجھ اس پر تھا۔ان فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دینے میں کامیاب رہا۔اس کے تعلقات کا دائرہ وسیع تھا۔انٹرنیشنل روٹری کلب اور اسی قسم کی کئی اور رفاہی تنظیموں کا ممبر تھا۔تعلقات عامہ کا ماہر ہونے کی وجہ سے علاقہ بلکہ صوبہ کے Resident Minister، پیراماؤنٹ چیفس، افسران محکمہ، عمائدین شہر، دوسرے سکولز کے پرنسپل صاحبان، چرچ لیڈرز، ائمہ، طلباء کے والدین، غرض ہر ایک کے ساتھ اس کا خوشگوار تعلق اور ربط وضبط تھا۔جلسہ سالانہ کے موقع پر، آب رسانی، بجلی کی سپلائی، سڑکوں کی مرمت، مقامی ذرائع ابلاغ (ریڈیو، پریس) کی شمولیت، سیکیورٹی کے عملے کی مدد، غرض یہ تمام کام خوش اسلوبی سے تکمیل کو پہنچتے۔تعلقات عامہ میں اس کی دسترس، اس علاقہ میں جماعت کے لئے ایک بڑا سرمایہ تھی۔احمد تیجان جالو سیاسی لحاظ سے ملک کی برسراقتدار پارٹی کا ایک ممتاز رکن تھا۔ضلعی الیکشن کمیٹی کا چیئرمین تھا۔

احمد تیجان کو لمبے عرصہ تک اہم تقاریب میں خطبات اور تقاریر کی مقامی زبان میں ترجمانی کے مواقع ملتے رہے۔کریول (Creole) سیرالیون کی عام فہم زبان ہے۔احمد تیجان کریول کا بہترین ترجمان تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورۂ سیرالیون (1988ء) کے دوران بھی اُسے ترجمانی کی سعادت ملی جس پر حضور انور نے بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

احمد تیجان جالو کی نماز جنازہ میں دس ہزار افراد شامل ہوئے۔ بوٹاؤن میں کسی جنازہ میں سوگواروں کا اتنا بڑا اجتماع پہلے نہیں ہوا۔اُس کو سیرالیون مشن کے بانی مربی، حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔اپنی خدمات کے لحاظ سے وہ اس اعزاز کا مستحق تھا۔مجلس طلبائے قدیم نے مرحوم کے بچوں کی تعلیمی ضروریات اور کفالت کے لئے 2 ملین لیونز سے زائد رقم جمع کرکے ایک فنڈ قائم کیا ہے۔ یہ بھی قدردانی کا ایک انداز ہے۔

اعزاز

☆ مکرمہ عائشہ احمد صاحبہ نے انٹرمیڈیٹ پری انجینئرنگ کے میں 898 نمبر حاصل کرکے حیدرآباد بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 جنوری 2008ء میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا درج ذیل کلام شامل اشاعت ہے۔

ہائے وہ سر جو رہِ یار میں قربان نہ ہو
وائے وہ سینہ کہ جو عشق میں بریان نہ ہو
ہاتھ گر کام میں ہو دل میں ہو ربّ ارباب
کوئی مشکل نہیں دنیا میں کہ آسان نہ ہو
نسل آدم ہے تو ابلیس کے پیچھے مت جا
بندہ رحمٰن کا بن بندۂ شیطان نہ ہو
ہوں گنہگار ولے ہوں تو ترا ہی بندہ
مجھ سے ناراض ترے صدقے مری جان نہ ہو
پاس اک زہر ہے بچ اس سے بشیر عاصی
فضل ہو جائے گا اللہ کا پریشان نہ ہو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

15th January 2010 – 21st January 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 15th January 2010

00:00 MTA World News
00:20 Khabarnama: daily international Urdu news.
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Science and Medicine Review
01:40 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th April 1996.
02:45 Historic Facts
03:20 MTA World News
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, recorded on 27th January 1999.
05:10 Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine News Review
07:00 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor, recorded on 21st November 2009.
08:25 Le Francais C'est Facile: lesson no. 78.
08:50 Siraiki Service
09:35 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jama'at.
10:25 Indonesian Service
11:25 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilawat & Science and Medicine Review
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bangla Shomprochar
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Friday Sermon [R]
17:20 Jalsa Salana Nigeria: an address delivered on 4th May 2008 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
18:15 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Science and Medicine Review
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Jihad by the Pen: Harvard Divinity School.
22:55 Reply to Allegations [R]

Saturday 16th January 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:15 Le Francais C'est Facile: lesson no. 78.
01:40 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th April 1996.
02:45 MTA World News
03:10 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
04:25 Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Canada 2008: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
08:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 8th December 1996. Part 1.
09:00 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:05 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
12:35 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:35 Bangla Shomprochar
14:35 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor, recorded on 21st November 2009.
16:00 Khabarnama
16:10 Rah-e-Huda [R]
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:25 Arabic Service
20:25 International Jama'at News
21:00 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
22:25 Rah-e-Huda [R]
23:55 Friday Sermon [R]

Sunday 17th January 2010

01:00 MTA World News & Khabarnama
01:25 Yassarnal Qur'an: lesson no. 21.
01:45 Tilawat
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd April 1996.
02:55 Dars-e-Hadith
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:30 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
04:30 Faith Matters
05:35 Calling All Cooks
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Bustan-e-Waqfe Nau class With Huzoor recorded on 22nd November 2009.
08:35 Learning Arabic: lesson no. 13. [R]
09:00 Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Toronto in 2008.
10:00 Persecution of Ahmadi Muslims
10:45 Spanish Service: Spanish translation of an address delivered on 2nd September 2007.
12:00 Tilawat
12:25 Yassarnal Qur'an
12:50 Bangla Schomprochar
13:50 Friday Sermon [R]
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Huzoor's Tours [R]
17:10 Faith Matters [R]
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:45 Jalsa Salana Qadian 2007: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 31st December 2007 from Fazl Mosque, London.
21:40 Friday Sermon [R]
22:50 Success Stories

Monday 18th January 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an: lesson no. 28.
01:00 International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th April 1996.
02:40 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
03:40 MTA World News & Khabarnama
04:15 Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Toronto in 2008.
05:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 4th July 1984.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 17th April 2005.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 66.
08:30 Khilafat Jubilee Quiz
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV, recorded on 14th February 1999.
10:05 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 30th October 2009.
11:00 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 26th December 2008.
14:55 Jalsa Salana Speeches [R]
15:55 Rah-e-Huda
17:25 Jalsa Salana Holland Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 18th June 2006.
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th March 1996.
20:40 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:25 Rah-e-Huda [R]

Tuesday 19th January 2010

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine Review
01:10 Le Francais C'est Facile
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th March 1996.
02:40 MTA World News
02:55 Rencontre Avec Les Francophones: recorded on 14th February 1999.
03:55 Jalsa Salana Holland Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 18th June 2006.
04:45 An Introduction to Ahmadiyyat
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Science and Medicine Review
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 9th September 2006.
08:00 Question and Answer Session: English guests, recorded on 6th July 1984.
09:00 Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 20th March 2009.
12:10 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Science and Medicine Review
13:10 Yassarnal Qur'an
13:35 Bangla Shomprochar
14:35 Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd November 2005.
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
16:15 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:30 Question and Answer Session [R]
17:15 Yassarnal Qur'an [R]
17:40 Historic Facts
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered on 15th January 2010.
20:35 Science and Medicine Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:00 Lajna Imaillah Ijtema [R]
22:45 Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.

Wednesday 20th January 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th April 1996.
02:30 Learning Arabic: lesson no. 13.
03:00 Khabarnama & MTA World News
03:30 Question and Answer Session: English guests, recorded on 6th July 1984.
04:15 Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
05:10 Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd November 2005.
06:05 Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:35 Calling All Cooks
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 10th September 2006.
08:15 MTA Variety: Jamia Ahmadiyya Qadian annual function
09:00 Question and Answer Session: English guests, recorded on 10th July 1984.
09:50 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:30 From the Archives: Friday sermon delivered on 21st February 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:20 Bangla Shomprochar
14:25 Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
15:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
17:05 Question and Answer Session: English guests, recorded on 10th July 1984.
17:55 MTA World News
18:25 Arabic Service
19:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996.
20:35 MTA Variety [R]
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:05 Jalsa Salana Germany Address [R]
23:15 From the Archives [R]

Thursday 21st January 2010

00:10 MTA World News
00:30 Tilawat & Seerat-un-Nabi
01:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996.
02:25 MTA World News
02:40 From the Archives: rec. on 21st February 1986.
03:30 Calling All Cooks
04:05 MTA Variety: Jamia Ahmadiyya Qadian annual function
04:45 Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Gulshan-e-Waqfe-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 12th November 2006.
07:35 Khilafat-e-Ahmadiyya
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th December 1995.
10:20 Indonesian Service
11:30 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Yassarnal Qur'an
12:50 Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 27th December 2005.
13:45 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
14:50 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 2nd February 1999.
16:00 Khabarnama
16:10 Khilafat-e-Ahmadiyya
16:30 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Quran Class [R]
23:05 Jalsa Salana Qadian Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 15 January , 2010 | Issue No. 03

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

دو کام جو جامعہ کے طلباء کو خاص طور پر مدنظر رکھنے چاہئیں۔ایک تربیت، دوسرے تبلیغ۔آپس میں محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنا، نیکیوں کی تلقین کرنا اور اپنے ماحول میں حسن سلوک سے رہنا اور اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانا جو کہ بھلائی کا پیغام ہے۔یہ دو مقصد ہیں جو جامعہ احمدیہ کے طلباء کو اپنے سامنے رکھنے چاہئیں۔

——— (Riedstadat شہر میں جامعہ احمدیہ جرمنی کی عمارت کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور ایدہ اللہ کا خطاب)

آج کا دن نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے تاریخ کے ایک نئے باب کا آغاز ہے بلکہ Riedstadat شہر کے لئے بھی ایک نئے دور کا آغاز ہے۔

——— (ضلع گروس گیراؤ کے کمشنر اور مقامی پارلیمانی ممبر کا ایڈریس)

آپ جیسا مقدس وجود میرے لئے اور اس شہر کے لئے باعث صد افتخار ہے کہ حضور ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں۔(Riedstadat شہر کے میئر کا ایڈریس)

گروس گیراؤ میں منارۃ المسیح قادیان کی طرز پر منارہ کی تعمیر پراس کا افتتاح۔گروس گیراؤ لائبریری کا افتتاح۔فیملی ملاقاتیں۔
نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کی میٹنگ میں مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور اہم ہدایات۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

15/دسمبر 2009ء بروز منگل:

صبح سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت السبوح'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کی عمارت کا سنگ بنیاد

آج پروگرام کے مطابق Riedstadat شہر میں ''جامعہ احمدیہ جرمنی'' کی عمارت کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔

Riedstadat شہر ایک تاریخی شہر ہے۔اس کی آبادی 25 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور یہ ضلع Gros Gerau میں رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا شہر ہے۔بیت السبوح فرنکفرٹ سے اس کا فاصلہ 57 کلومیٹر ہے۔اس شہر میں جماعت کا تعارف 1985ء میں ہوا جب بعض احمدی خاندان یہاں آباد ہوئے۔ستمبر 1987ء میں یہاں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔یہاں کی مقامی جماعت کو ''مسجد بیت العزیز'' کی تعمیر کی توفیق ملی۔اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30/اگست 2004ء کو فرمایا۔

گیارہ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور شہر Riedstadat کے لئے روانگی ہوئی۔قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد 'مسجد بیت العزیز' Riedstadat تشریف آوری ہوئی جہاں طلباء جامعہ احمدیہ جرمنی اور مقامی جماعتوں کے احباب جماعت مرد و خواتین نے ایک بڑی تعداد میں جمع ہو کر حضور انور کا پُر تپاک استقبال کیا۔جونہی حضور انور کی گاڑی مسجد کے قریب پہنچی احباب نے پُر جوش انداز میں نعرے لگائے اور بچوں بچیوں نے کورس کی شکل میں گیت پیش کئے۔اور اپنے پیارے آقا کو ایک بار پھر Riedstadat کی زمین پر خوش آمدید کہا۔ایک طفل عزیزم احسان احمد نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے اور ایک بچی عزیزہ عائلہ احمد نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں پھول پیش کئے۔سنگ بنیاد کی اس تقریب کے لئے مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ مارکیز لگائی گئی تھیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مردانہ مارکی میں تشریف لے آئے جہاں تقریب کا آغاز ہوا۔تلاوت قرآن کریم اور اس کا اردو ترجمہ احمد کمال صاحب نے پیش کیا۔جرمن ترجمہ شعیب عمر صاحب نے پیش کیا۔بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے تعارفی تقریر کی۔

امیر صاحب جرمنی نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا کہ یہ حضور کی دعائیں اور رہنمائی ہی تھی کہ آج ہم اس مبارک دن تک پہنچے ہیں۔اس عظیم ادارے کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ جماعت احمدیہ نے اس وقت رکھی جب آپؑ کے دو صحابی اور جماعت کے دو عظیم الشان علماء حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ کی وفات ہوئی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس کی جو آنے والے وقتوں میں جماعت کے لئے جید علماء پیدا کر سکے۔گزشتہ سو سالوں میں اس ادارے نے سینکڑوں ایسے علماء تیار کئے جنہوں نے اکناف عالم میں جماعت کی تبلیغ کی اور اس کا محبت کا پیغام پھیلایا۔

امیر صاحب نے بتایا کہ نومبر 2007ء کو ایک جماعتی وفد یہاں کے میئر سے ملا۔میئر نے نہ صرف بخوشی اس منصوبے کی منظوری عنایت کی بلکہ بعد میں بھی کئی مواقع پر اس سلسلہ میں ہماری مدد کی۔یہ جگہ 2008ء میں خریدی گئی اور یکم مئی 2009ء میں اس کا قبضہ ملا۔

امیر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ اس منصوبے کو بابرکت کرے اور ہمیں اسے مکمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور اس راہ میں آنے والی مشکلات کو اپنی جناب سے دور فرمائے۔

ضلع گروس گیراؤ کے کمشنر اور مقامی پارلیمانی ممبر کا ایڈریس

امیر صاحب کی اس تعارفی تقریر کے بعد Mr. Thomas Will کمشنر ضلع گروس گیراؤ و مقامی پارلیمانی ممبر نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نہ کہا: ''مَیں نے پچھلے دنوں ایک حکایت پڑی جس کا مطلب تھا کہ ہر روز ایک نئے دن کی مانند ہوتا ہے۔مَیں اس فقرے کو مکمل کرنا چاہتا ہوں کہ بعض دن ایسے ہوتے ہیں جن سے ایک بہت خاص بات کا آغاز ہوتا ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے تاریخ کے ایک نئے باب کا آغاز ہے بلکہ Riedstadat شہر کے لئے بھی ایک نئے دور کا آغاز ہے۔اس سے پہلے ہمارے شہر میں کوئی مذہبی جامعہ موجود نہیں۔مَیں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارے علاقہ میں یہ قدم اٹھایا۔مَیں آپ سب کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہنا چاہتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ نے ایک بہت اچھے اور موزوں علاقہ کا انتخاب کیا ہے کیونکہ ہمارا شہر Riedstadat اور اس سے ملحقہ تمام علاقوں کا مطمع نظر رواداری اور فراخدلی ہے۔قریباً سو سے زائد قومیتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہمارے شہر میں رہتے ہیں جن میں جنگ کے بعد ہجرت کرنے والے اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔اس کے علاوہ بھی کئی مواقع ایسے آئے کہ لوگوں نے اس علاقے کا رخ کیا''۔

موصوف نے اپنا ایڈریس جاری رکھتے ہوئے کہا: ''مجھے یقین ہے کہ یہ امن و آشتی کا ماحول آپ کو اپنے جامعہ کے لئے نہایت عمدگی سے مدد دے گا۔مَیں امید کرتا ہوں کہ یہ ادارہ تا دیر امن و آشتی اور محبت کی فضا بلند کرتا رہے''۔

شہر کے میئر کا ایڈریس

اس کے بعد شہر Riedstadat کے میئر Mr. Gerald Kummer نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد